مفتاح توکل

دین، دنیا اور آخرت کی عظیم کامیابی کا یقینی نسخہ

توکّل علی اللہ

از قلم

امیر المجاہدین حضرت مولانا محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

ترتیب و تقدیم

دار البیان

ناشر

مکتبہ عرفان لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب
مِفتاحِ توکُّل
دو رنگہ

مصنف
مولانا محمد مسعود ازہر

اشاعت
۱
شعبان ۱۴۴۷
فروری 2026

ناشر
مکتبہ عرفان

تعداد ۲۲۰۰
صفحات ۱۷۶
قیمت ۴۰۰ روپے

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

جامع مسجد رشیدیہ ٹینکی سٹاپ ملیر کراچی
0336-3353813

مکتبۃ الایمان دکان نمبر ۱۳۱، ندیم ٹریڈ سینٹر، محلّہ جنگی عقب قصہ خوانی بازار پشاور
0321-9013592

مکتبہ ابن مسعودؓ، مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ، چشمہ جات نزد کمپنی باغ کوہاٹ
0321-5782621

مکتبہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما، نزد بندھن شادی ہال، کوثر کالونی بہاولپور
0321-6837145

اسٹاکسٹ
مکتبہ ابن مبارک
حق سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	”توکل“......عظیم نعمت	۸
۲	حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ	۹
۳	اَلْوَكِيْلُ	۱۰
۴	مسائل اور مصائب کا حل	۱۲
۵	معمولی نعمت نہیں	۱۴
۶	وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ	۱۶
۷	اللہ، صرف اللہ	۱۸
۸	اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کا مطلب	۲۰
۹	غزوۂ بدر کا ایک اہم سبق......توکل	۲۲
۱۰	”توکل علی اللہ“ سمجھنے کے تین طریقے	۲۴
۱۱	”توکل علی اللہ“ پانے کی دعائیں	۲۶
۱۲	توکل کی خاص دعاء	۲۸
۱۳	”توکل“ کی مسنون دعاء	۳۰
۱۴	”توکل علی اللہ“ کا شاندار وظیفہ	۳۲
۱۵	حَسْبِیَ اللّٰهُ الْحَسِيْبُ	۳۴
۱۶	مؤثر دعاء	۳۶
۱۷	حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا	۳۸
۱۸	ضروری دعاء اور تین نعمتیں	۴۰

۱۹	ہدایت،کفایت،وقایت	۴۴
۲۰	حفاظت،کفالت،اعانت	۴۶
۲۱	دو دعاؤں کا خلاصہ	۴۸
۲۲	اَللّٰہُ الْکَافِیْ	۴۹
۲۳	توکل کی لہریں	۵۱
۲۴	توکل قرآن کریم کی روشنی میں	۵۷
۲۵	جہاد اور حصول آزادی کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	۵۸
۲۶	ظلم کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	۶۰
۲۷	بنی اسرائیل کا توکُّل اور تعطُّل	۶۲
۲۸	صیغہ ﴿تَوَكَّلْ﴾ کا بیان اور حکمت	۶۴
۲۹	اجتماعی معاملات کے اہم فیصلوں میں توکل اختیار کرنا	۶۶
۳۰	منافقین کی سازشوں اور شرارتوں کے مقابلے میں توکل کرنا	۶۸
۳۱	دشمنوں کے ساتھ معاملات میں توکل کرنا	۷۰
۳۲	عبادت میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	۷۱
۳۳	عبادت کو سمجھیں	۷۳
۳۴	معمولات میں مضبوطی کا طریقہ	۷۵
۳۵	دعوت الی اللہ میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	۷۷
۳۶	بیماری اور تنگدستی کا انمول علاج	۷۹
۳۷	دین کی وسیع محنت میں توکل کرنا	۸۱
۳۸	عالی شان اعزاز	۸۳

٣٩	مایوس کن حالات میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	٨٥
٤٠	اللہ تعالیٰ پر توکل کے ثمرات	٨٧
٤١	کفار ومنافقین کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	٨٨
٤٢	کوئی کافر کامیاب نہیں	٩٠
٤٣	بھروسہ کے لائق صرف ''اللہ''	٩٢
٤٤	نظریہ......اور......معاملہ	٩٤
٤٥	دھمکیوں کے جواب میں	٩٦
٤٦	جملہ خبریہ میں دعاء کیسے؟	٩٨
٤٧	ہدایت ونصرت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	١٠٠
٤٨	مظلوموں کے لیے نسخہ	١٠٢
٤٩	''توکل'' بہادروں کا شیوہ ہے	١٠٤
٥٠	مشاہدہ	١٠٥
٥١	مسلمان کی کمزوری کا نقصان	١٠٧
٥٢	حالات کی گھڑی	١٠٩
٥٣	مغلوب مسلمانوں کے لیے تحفہ	١١١
٥٤	''توکل'' خلیل اللہ کی صفت	١١٣
٥٥	توکل اور بدفالی کا علاج	١١٥
٥٦	''توکل'' کب ٹوٹتا ہے؟	١١٧
٥٧	مظلوموں کی للکار اور دعاء	١١٨
٥٨	رحمت، ایمان اور توکل کا نورانی سمندر	١٢٠

۵۹	ایمانی نعمتوں کی چابی	۱۲۱
۶۰	توکل کی برکت سے بغیر حساب جنت میں داخلہ	۱۲۳
۶۱	صیغہ ﴿تَوَکَّلْتُ﴾ والی سات آیات کریمہ کا خلاصہ	۱۲۵
۶۲	”توکل“ کا اعجاز	۱۲۷
۶۳	منصوبوں اور سازشوں کا توڑ	۱۲۹
۶۴	اللہ تعالیٰ کی حفاظت	۱۳۱
۶۵	توفیق اور توکّل	۱۳۳
۶۶	آیات توکل	۱۳۵
۶۷	احادیث توکل	۱۵۰
۶۸	اقوالِ سلف رحمۃ اللہ علیہم مع ورد التوکل	۱۶۰
۶۹	اشاریہ آیات القرآن الکریم	۱۷۲
۷۰	اشاریہ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	۱۷۴
۷۱	اشاریہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم	۱۷۵
۷۲	اشاریہ اقوال سلف رحمۃ اللہ علیہم	۱۷۵
۷۳	اشاریہ ادعیہ	۱۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”توکّل“.....عظیم نعمت

اللہ تعالیٰ ”اَلْوَکِیْل“ ہیں...... ”اَلْوَکِیْل“ جَلَّ شَانُہٗ...... صرف ”اَلْوَکِیْل“ ہی نہیں بلکہ ”نِعْمَ الْوَکِیْل“ ...... سب سے بہترین اور زبردست وکیل...... ”اَلْوَکِیْل“ کا معنیٰ ”کارساز“ یعنی کام بنانے والے...... اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم فرمایا:...... فَتَوَکَّلْ عَلَی اللہِ...... آپ اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کریں...... ”توکل“ کے معنیٰ ”وکیل بنانا، وکیل کرنا“...... یعنی آپ اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل بنائیں...... صرف اسی پر بھروسہ کریں...... اسی پر اعتماد کریں...... اسی کو اپنا کارساز بنائیں اور سمجھیں...... ”توکل“ بہت عظیم نعمت ہے...... فرمایا: ”وَکَفٰی بِاللہِ وَکِیْلًا“...... اللہ تعالیٰ کام بنانے والا کافی ہے۔

حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ

اللہ تعالیٰ ہی ہر ’’خیر‘‘ کو لانے پر ’’قادر‘‘...... اللہ تعالیٰ ہی ہر ’’شر‘‘ سے بچانے پر ’’قادر‘‘...... وہی ہمارے لیے کافی...... انہیں پر ہمارا توکل:

’’حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا‘‘

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا:

’’حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ‘‘

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غزوۂ اُحد کے بعد کفار کے دوبارہ حملے کا بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ‘‘

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ’’مؤمنہ‘‘ باندی کا قصہ ارشاد فرمایا کہ اس پر بدکاری کی جھوٹی تہمت لگی تو اس نے کہا:

’’حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قیامت کے قرب اور ہولناکی کا بتایا تو سب پر خشیت طاری ہوگئی، پوچھنے لگے کہ ہم کیا پڑھیں: فرمایا کہو:

’’حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا‘‘

معلوم ہوا کہ آگ ہو یا دشمن...... مصائب ہوں یا تہمتیں...... آخرت کی فکر ہو یا تیاری...... ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے:

’’حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا‘‘

اَلْوَكِيْل

اللہ تعالیٰ ”اَلْوَكِيْلُ“ ہیں...... ”نِعْمَ الْوَكِيْلُ“ کے معنیٰ ”بہترین وکیل“:

”حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ“

① اگر ”حَسْبُنَا اللّٰهُ“ پڑھیں گے تو اس کا معنیٰ ہوگا ”کافی ہیں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ“ اور اگر ”حَسْبِيَ اللّٰهُ“ پڑھیں گے تو مطلب ہوگا ”کافی ہیں میرے لیے اللہ تعالیٰ“۔

② یہ مبارک کلمہ ایک ”دعاء“ ہے...... افضل ترین اور بڑی دعاؤں میں سے ایک دعاء...... اور ”دعاء“ عبادت کا مغز اور بہترین ذکر ہے...... بہر حال یہ یاد رہے کہ یہ کلمہ ایک دعاء ہے...... بظاہر اس میں کچھ مانگا نہیں گیا...... مگر حقیقت میں ہم نے اس میں اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک ”اَلْوَكِيْل“ کا سارا فیض مانگ لیا ہے۔

③ ”اَلْوَكِيْلُ“ کے معنیٰ ہیں ”اَلْمُدَبِّرُ“ تدبیر فرمانے والے...... ”اَلْكَفِيْلُ“ کفالت فرمانے والے...... ”اَلْكَافِيْ“ ہر حاجت، ہر ضرورت، ہر مسئلے اور ہر کام کے لیے کافی ہونے والے...... ”اَلْمُتَوَلِّيْ“ خود اپنے بندوں کے کام سنبھالنے والے۔

④ ”حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ“ کا پورا ترجمہ یوں ہوگا...... اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہیں اور وہ بہترین وکیل ہیں، ہم نے اللہ تعالیٰ کو وکیل بنا لیا، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرلیا۔

⑤ اردو والا ”وکیل“ بہت چھوٹا اور نکما لفظ ہے...... اس کی وجہ سے ہمارے دل میں اصلی ”اَلْوَكِيْلُ“ لفظ کی عظمت کم نہیں ہونی چاہیے۔

⑥ اس مبارک دعاء کا سب سے بڑا فائدہ ”قرب الٰہی“ ہے...... دوسرا فائدہ آخرت کی کامیابی

ہے...... تیسرا فائدہ دشمنوں اور ظالموں کے شر سے حفاظت ہے...... چوتھا فائدہ رزق کی کثرت ہے...... پانچواں فائدہ اطمینان قلب ہے...... اور چھٹا فائدہ مشکل حالات سے کامیاب نکلنا ہے...... اور بھی بہت فائدے ہیں...... بس ہم اخلاص سے پڑھیں:

''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا''۔

❀...❀...❀

مسائل اور مصائب کا حل

اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا وَقَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ الْعَظِيمِ“

”جب تم کسی بڑے معاملے میں پھنس جاؤ۔“

”فَقُولُوا“

”تو کہو:“

”حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔“ [تفسیر ابن کثیر۔سورۃ آل عمران: ۱۷۳]

یعنی کوئی بڑی مصیبت......کوئی بڑی آزمائش......کوئی بڑی پریشانی......کوئی بڑا مسئلہ...... کوئی بڑی آفت آجائے تو اس کا حل ہے:

”حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب مشرکین نے آگ میں ڈالا......تو آپ کا آخری کلمہ تھا:

”حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“

یہ کوئی معمولی آگ یا معمولی آزمائش نہیں تھی......اتنی بڑی آگ تھی جو چالیس پچاس دن بھڑکتی رہی......اور دور، دور تک پھیلی ہوئی، فضاؤں کو چھوتی ہوئی آگ......حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ زندگی کے سب سے اچھے اور مزے کے دن اس آگ میں گزرے......اتنی عظیم آگ نے صرف ان کی وہ رسی جلائی جس سے ان کو باندھا گیا تھا......سیدنا

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام آگ سے صحیح سلامت تشریف لے آئے مگر ان کو آگ میں ڈالنے والے دنیا اور آخرت کے عظیم عذاب میں پھنس گئے۔

اس لیے اے اہلِ ایمان!......اے کفار و منافقین کے مظالم کا شکار مسلمانو! صبر کرو، ایمان پر ڈٹے رہو اور پڑھو:

”حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا“۔

❋...❋...❋

معمولی نعمت نہیں

اللہ تعالیٰ پر "توکل" کوئی معمولی عمل نہیں ہے...... یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، صدیقین اور شہداء کی صفت ہے...... اس لیے ہمارے دل میں شدید خواہش ہونی چاہیے کہ...... اللہ تعالیٰ ہمیں "توکل" نصیب فرمادیں...... "توکل" کہتے ہیں...... اللہ تعالیٰ پر "اعتماد" کو...... اور یہ اعتماد جس قدر بڑھتا جاتا ہے...... بندے پر اللہ تعالیٰ کے انعامات بھی بڑھتے جاتے ہیں...... ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ [الطلاق:۳]

یعنی جو اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوجاتے ہیں...... اور یوں اسے نہ کسی اور کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے...... اور نہ وہ فکر اور پریشانی میں پڑتا ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا "توکل" کرو جیسا کہ اس پر "توکل" کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں ایسے رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے لوٹتے ہیں۔"

[سنن الترمذی۔رقم الحدیث: ۲۳۴۴، ط:مکتبۃ مصطفیٰ - مصر]

دراصل بندہ جب اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے کہ...... اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں...... وہی ہر خیر عطاء فرماسکتے ہیں...... اور وہی ہر شر سے بچاسکتے ہیں...... وہی مالک ہیں اور وہی مددگار...... وہی عزت دینے والے ہیں اور وہی ذلت سے بچانے والے...... تو اس پہچان کے بعد بندہ اللہ تعالیٰ پر اپنے ہر معاملے میں اعتماد کرنے لگ جاتا ہے...... بس اسی اعتماد کو "توکل" کہتے

ہیں ...... اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاتے ...... ’’توکل‘‘ بڑی حسین اور لذیذ نعمت ہے...... اللہ تعالیٰ مجھے بھی نصیب فرمادے اور آپ کو بھی ...... ہماری جیب میں سو روپے ہوں تو ہمیں ان پر پورا اعتماد، یقین اور بھروسہ ہوتا ہے کہ ...... ہم ان سے دو روٹیاں خرید سکتے ہیں ...... لیکن ہمیں ایسا یقین اللہ تعالیٰ کی ذات اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر نہیں ہوتا ...... اس لیے ہم بڑی فتوحات، بڑے کارناموں اور بڑے اعمال سے محروم ہیں ...... یا اللہ! ہمیں توکل کی نعمت اور اس کے ثمرات نصیب فرما...... آمین یا ارحم الراحمین۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

"اللہ تعالیٰ ہی پر "توکل" کرو، اگر تم ایمان والے ہو۔"

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [المائدہ:۲۳]

"ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر "توکل" کرنا چاہیے۔"

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [التوبہ:۵۱]

"ایمان والوں کی لازمی صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ہی "توکل" کرتے ہیں۔"

﴿وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ [الانفال:۲]

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" وہ کلمہ ہے جسے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب انہیں آگ میں ڈالا گیا، اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ان سے کہا گیا کہ لوگ آپ کے خلاف اکٹھے ہو کر تیاری کر چکے ہیں تو آپ ان سے ڈر جائیں (اور پسپائی اختیار کر لیں)۔

[صحیح البخاری۔رقم الحدیث: ۴۵۶۳، ط:دار طوق النجاۃ، بیروت]

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ...... یہ "توکل" کی دعاء ہے...... یہ "توکل" کا اعلان ہے...... اور یہ "توکل" کا نعرہ ہے...... ترجمہ اس کا یہ ہے:

"اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔"

"توکل" کے معنیٰ...... اللہ تعالیٰ کو اپنا "وکیل" بنانا...... اللہ تعالیٰ کو اپنا "وکیل" سمجھنا...... اور

اللہ تعالیٰ کو اپنا ''وکیل'' ماننا...... ہمارے معاشرے میں ''وکیل'' کا لفظ تھوڑا چھوٹا ہو گیا ہے...... کیونکہ ہمارے ہاں کالے کوٹ والے ''ایڈوکیٹ'' کو وکیل کہتے ہیں...... حالانکہ عربی میں ''ایڈوکیٹ'' کو ''وکیل'' نہیں ''محامی'' کہتے ہیں...... یعنی آپ کے مؤقف اور مقدمے کی حمایت کرنے والا...... اور اس کے حق میں دلائل دینے والا...... وہ خود کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا...... جبکہ حقیقی ''وکیل'' وہ ہوتا ہے جو مکمل مدد کرتا ہے...... پورا پورا کام بناتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے...... اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ وہ ہمیں ''توکل'' نصیب فرمادے...... ''توکل'' اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کی لازمی صفت ہے...... اور ''توکل'' میں دو چیزیں ہوتی ہیں...... ایک ''تفویض'' کہ دین و دنیا کا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے...... اور دوسرا ''اعتماد'' کہ اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین ہو اور اعتماد ہو کہ وہ میرا کام بنا دے گا...... ''توکل'' کو سمجھنے کی کوشش کریں...... کیونکہ یہ ایمان کی تکمیل کے لیے لازمی صفت ہے...... اور یہ انسان پر توفیق اور ترقی کے راستے کھول دیتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ...... وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔

❀...❀...❀

اللہ صرف اللہ

اللہ تعالیٰ پر ''یقین'' اور ''توکل'' رکھنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے...... اگر مسلمان اللہ تعالیٰ کی قدرت، قوت اور کبریائی کا یقین رکھے...... اور اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ پر ''توکّل'' کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت ہر وقت اُس کے ساتھ رہتی ہے...... میرا معبود کون ہے؟...... اللہ، صرف اللہ...... میرا خالق کون ہے؟...... اللہ، صرف اللہ...... مجھے روزی کون دے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... مجھے فتح کون دے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... میری مصیبتیں کون دور کرے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... میرے گناہ کون معاف کرے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... میری بیماری کون دور کرے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... دشمنوں اور آفتوں کے مقابلے میں میری مدد کون کرے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... میں بخیل ہوں، مجھے سخی کون بنائے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... میں بُرا ہوں، میری اصلاح کون کرے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، میری مغفرت کون کرے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... میں تو بے بس ہوں، بے کس ہوں، بے سہارا ہوں، میرا اس دنیا میں کون ہے؟...... اللہ، صرف اللہ...... میں بدنصیب ہوں، میری قسمت کون بدلے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... میں تو گناہوں اور مصیبتوں میں گھر چکا ہوں، اب میرا بچنا اور سُدھرنا ناممکن ہے، اس ناممکن کو ممکن کون بنائے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... مجھ پر قرضوں کا بوجھ ہے، اتارنے کی کوئی صورت نہیں اتنے زیادہ قرضے کون اُتارے گا؟ اللہ، صرف اللہ...... کفر ہر طرف چھا چکا ہے، کافروں نے بے پناہ قوت حاصل کرلی ہے، ان حالات میں اُمّت محمد ﷺ کو کون بچائے گا؟...... اللہ، صرف اللہ...... مجھے موت کی سختی سے کون

بچا سکتا ہے؟...... اللہ،صرف اللہ...... مجھے قبر کی تاریکی، وحشت اور عذاب سے کون بچا سکتا ہے؟...... اللہ،صرف اللہ...... مجھے پل صراط کون پار کرا سکتا ہے؟...... اللہ،صرف اللہ...... مجھے جہنم سے بچا کر جنت میں کون پہنچا سکتا ہے؟...... اللہ،صرف اللہ...... جی بالکل! اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ کرسکتا ہے...... اللہ،صرف اللہ...... لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ...... اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس لائق ہی نہیں کہ ہم اُس کی بندگی کریں...... لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ...... عبادت کے لائق...... اللہ،صرف اللہ...... تعریف کے لائق...... اللہ، اللہ اور صرف اللہ...... اسی لیے کہتے ہیں الحمد للہ...... پاکی کے لائق صرف اللہ...... ساری مخلوق اسی لیے کہتی ہے سبحان اللہ...... اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے...... وہ ہر چیز پر قادر ہے...... مزے لے کر پڑھیں...... ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾...... کوئی چیز بھی اُس کی قدرت سے باہر نہیں...... شیطان ہمارا دشمن ہمارے دل سے اللہ تعالیٰ کا ''یقین'' اور ''توکل'' نکالتا ہے، تب ہم بھی کافروں کی زبان بولنے لگتے ہیں کہ...... ہمارے حالات ٹھیک ہو ہی نہیں سکتے...... مسلمان کامیاب ہو ہی نہیں سکتے...... میری اصلاح ہو ہی نہیں سکتی...... قرآن پاک اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوّل ہے، آخر ہے، ظاہر ہے، باطن ہے...... وہ ہر چیز پر قادر ہے...... اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے کر تو دیکھو...... چھوٹا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے اور بڑے مسئلے بھی ختم ہو جاتے ہیں...... وہ جو اللہ تعالیٰ پر یقین اور توکل رکھتے تھے...... اُن کو نہ آگ جلا سکی نہ سمندر ڈبو سکے...... نہ چُھری کاٹ سکی نہ درندے نگل سکے...... اس لیے آواز لگائی جا رہی ہے کہ...... مسلمانو! اللہ تعالیٰ پر ''یقین'' رکھو...... اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرو...... تب تمہارے دنیا و آخرت کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے، ان شاء اللہ

❀...❀...❀

اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کا مطلب

اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ انسان کو ”طاقتور“ بنا دیتا ہے...... حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”مَنْ سَرَّہُ أَنْ یَّکُوْنَ أَقْوَی النَّاسِ فَلْیَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ“

”جو چاہتا ہو کہ لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور بن جائے تو وہ اللہ تعالیٰ پر توکل (یعنی اعتماد اور بھروسہ) کرے۔“

”وَمَنْ سَرَّہُ أَنْ یَّکُوْنَ أَکْرَمَ النَّاسِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ“

”اور جو چاہتا ہو کہ لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا بن جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، تقویٰ اختیار کرے۔ (گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے بچے)۔“

”وَمَنْ سَرَّہُ أَنْ یَّکُوْنَ أَغْنَی النَّاسِ فَلْیَکْتَفِ بِرِزْقِ اللّٰہِ“

”اور جو چاہتا ہو کہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی (یعنی بے نیاز) بن جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق کو کافی سمجھے۔“

[الزہد لأحمد بن حنبل ۔رقم الحدیث: ١٧٠٧، ط:دار الکتب العلمیة، بیروت]

اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ یہ بات سمجھانے کے لیے ”اہل علم“ نے ہزاروں صفحات لکھے ہیں...... کیونکہ ”توکل“ کا مطلب یہ نہیں کہ اسباب کو چھوڑ دیا جائے...... بلکہ ”توکل“ کا مطلب یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کیا جائے...... بلکہ بھروسہ اور اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہو...... اور اسباب کے انتظار میں نہ بیٹھا رہے...... بہر حال ”توکل“ کے مطلب کو سمجھنا آسان نہیں ہے...... تو پھر کیا کیا

جائے؟......"توکل" تو ہمارے ایمان کے لیے لازم اور فرض ہے......"توکل" نہیں ہو گا تو ایمان بہت کمزور رہ جائے گا......اور ہم کوئی کام بھی نہیں کر سکیں گے......اس کے لیے کچھ نسخے ہیں...... جن سے "توکل" کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے......مثلاً بنی اسرائیل کے واقعہ میں غور کرنا......فرعون سے آزادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے "بنی اسرائیل" کو فلسطین وشام کی "مقدس سرزمین" کا راستہ دیا......اور ارشاد فرمایا کہ یہ سرزمین تمہیں رہنے کے لیے دی جائے گی لیکن تمہیں اس کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کرنا ہو گا......اس وقت اس سرزمین پر بہت طاقتور لوگ قابض تھے......بنی اسرائیل نے "اسباب" کے لحاظ سے اندازہ لگایا کہ ان طاقتور لوگوں سے لڑنا ناممکن ہے اور ہلاکت ہے......چنانچہ انہوں نے انکار کر دیا......تب ان سے فرمایا گیا:

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

"اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو۔"

یعنی اپنی کمزوری اور اپنے اسباب کی قلت کو نہ دیکھو......اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت پر بھروسہ کر کے جہاد شروع کر دو، وہ تمہیں کامیابی عطاء فرمائے گا......اب اس آیت اور واقعہ سے ہم "توکل" کا معنیٰ سمجھ سکتے ہیں......مزید بھی "توکل" کے معنیٰ کو سمجھنے اور "توکل" کی نعمت پانے کے کچھ آسان نسخے ہیں......جنہیں آپ اگلے عنوان کے تحت پڑھ سکتے ہیں۔

غزوۂ بدر کا ایک اہم سبق.....توکُّل

اللہ تعالیٰ سے فریاد ہے کہ وہ ہمیں سچا ”توکل“ نصیب فرما دیں......کاش! ہم اپنے دلوں میں ”توکل“ کی خوشبو پائیں...... ”توکل“ ہوتا ہے تو زمین پر ”غزوۂ بدر“ برپا ہوتا ہے...... ”توکل“ ہوتا ہے تو ”فتح مکہ“ کا غزوہ زمین پر اترتا ہے...... ”توکل“ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد زمین پر اترتی ہے......اہل علم نے ”غزوۂ بدر“ پر ہزاروں، لاکھوں صفحات لکھے ہیں...... ”غزوۂ بدر“ کی شان ہی ایسی ہے کہ اس پر لکھنا بھی سعادت ہے......اور قیامت تک خوش نصیب افراد ”غزوۂ بدر“ کے موتی چنتے اور لکھتے رہیں گے......اہل علم نے لکھا ہے کہ...... ”غزوۂ بدر“ میں مسلمانوں کے لیے بہت سے اسباق ہیں......بہت سے اشارات ہیں......اور بہت سی نشانیاں ہیں...... ”غزوۂ بدر“ کے اہم ترین اسباق میں سے ایک سبق ”توکل علی اللہ“ ہے......یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت اور نصرت کا یقین دل میں بھرلو......اور پھر اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل کرلو۔

”عسکری ماہرین“ کے مطابق ”غزوۂ بدر“ میں مشرکین کی فتح کے امکانات سو فیصد تھے...... جبکہ مسلمانوں کی فتح کے امکانات ایک فیصد بھی نہیں تھے......ایک یا دو گھوڑے......ایک سو گھوڑوں کے مقابلے میں کیا کرسکتے ہیں؟......مسلمانوں کے لشکر کی تعداد دشمنوں کے مقابلے میں ایک تہائی سے بھی کم تھی......اور یہ تین سو تیرہ مسلمان بھی مکمل طور پر مسلّح نہیں تھے......وہ چاہتے تو قریشی قافلے کے نکلنے کی خبر سن کر واپس ”مدینہ منورہ“ آجاتے......مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کیا......اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ایسی لاج رکھی کہ...... ”مجاہدین بدر“ زمین و آسمان

میں……دنیاوآخرت میں……اور دل وجان میں محبت اور عظمت کا تابندہ نشان بن گئے……دنیا میں نہ کوئی بزدل باقی رہتا ہے نہ کوئی بہادر…… ہر کوئی یہاں سے اپنے اپنے وقت پر چلا جاتا ہے……مگر ''اہل توکل'' بہادر ہر جگہ زندہ رہتے ہیں…… بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جتنا ''یقین'' اور ''توکل'' کرتا ہے……وہ اسی قدر اللہ تعالیٰ کی نصرت، مدد اور کامیابی پاتا ہے۔

❀…❀…❀

”توکُّل علَی اللّٰہ“ سمجھنے کے تین طریقے

اللہ تعالیٰ پر مضبوط ”یقین“ ہو تو ”توکل“ خود بخود نصیب ہو جاتا ہے...... پھر بہت بڑے بڑے کام آسان ہو جاتے ہیں...... ”توکل“ کو سمجھنے اور پانے کے تین آسان نسخے سمجھ لیں:

① اللہ تعالیٰ سے مستقل دعاء کا معمول بنائیں کہ...... وہ ہمیں ”توکل“ نصیب فرمادے...... وہ ہمیں ”توکل“ سمجھا دے...... اور ہمیں ”متوکل علی اللہ“ بنا دے...... اس کے لیے کچھ دعائیں ان شاء اللہ آگے بیان کر دی جائیں گی۔

② قرآن مجید میں ”توکل“ کا ”بیان“ بہت سی جگہوں پر موجود ہے...... ہر وہ آیت مبارکہ جس میں ”توکل“ کا حکم یا تذکرہ ہو...... اس کی تفسیر پڑھیں اور سمجھیں...... قرآن مجید ہر بات بہترین اور مضبوط سمجھاتا ہے...... جب ہم ”توکل“ والی ساری آیات کو سمجھ لیں گے تو ان شاء اللہ ہمیں ”توکل“ کا معنیٰ اچھی طرح معلوم ہو جائے گا...... اور اسے پانے کی تدبیر بھی ہاتھ آجائے گی...... اگر قرآن مجید کے بغیر صرف ”تصوف“ اور ”اخلاق“ کی کتابوں میں ”توکل“ کے معنیٰ پڑھیں گے تو الجھ کر رہ جائیں گے۔

③ اللہ تعالیٰ کے متوکل بندوں کے حالات پڑھیں...... ان کے کامیاب ”توکل“ کے واقعات پڑھیں...... یہ واقعات کئی کتابوں میں مل جاتے ہیں...... خصوصاً حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے واقعات ”احیاء العلوم“ اور ”کیمیائے سعادت“ میں تحریر فرمائے ہیں...... ہم کمزور اور عاجز بندوں کا جو دینی جہادی کام چل رہا ہے...... وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے چل رہا ہے...... اور یہ کام...... اللہ تعالیٰ پر

''توکل'' ہی سے آگے بڑھے گا...... اور کامیاب ہوگا...... کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' نہ ہوتو ہر کام ناممکن نظر آتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد، بھروسہ یعنی ''توکل'' ہو تو بڑے سے بڑا کام بھی بالکل آسان نظر آتا ہے۔

......*

”توکّل علی اللہ“ پانے کی دُعائیں

اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کرنے والوں نے کتنے بڑے بڑے کام کر لیے...... انھوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت پر یقین کیا...... پھر اس طاقت کو اپنے ساتھ لیا تو دنیا کی ہر چیز ان کے سامنے چھوٹی ہوگئی...... جب کہ ”توکل“ نہ کرنے والے...... چھوٹے چھوٹے مسائل میں ہی الجھے رہ گئے...... حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور شکوہ کرکے رونے دھونے لگا کہ میرے اہل وعیال بہت زیادہ ہیں...... (ان کے لیے رزق کہاں سے لاؤں گا؟)...... حضرت شیخ نے فرمایا:...... ”تم ایسا کرو کہ گھر جا کر ان تمام افراد کو گھر سے نکال دو جن کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہیں ہے“[الرسالة القشيرية]...... سبحان اللہ! کیسے عجیب انداز سے ”توکل“ سکھایا کہ...... جب اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کے رزق کو اپنے ذمہ فرما دیا ہے تو پھر...... اللہ تعالیٰ پر یقین کرو، بھروسہ کرو...... اور اس فضول فکر کو دل سے نکال دو...... ”توکل علی اللہ“ ایک عظیم نعمت ہے...... اس نعمت کو سمجھنے اور پانے کے لیے خصوصی دعاء کا اہتمام کرنا چاہیے...... اس کے لیے چند دعائیں ملاحظہ فرمائیں:

① بعض روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهٗ وَاسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهٗ وَاسْتَنْصَرَكَ فَنَصَرْتَهٗ۔

[التوكل على الله لابن ابى الدنيا ۔ رقم الحديث:۴ ، ط:مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت]

ترجمہ: ”یا اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جنہوں نے آپ پر ”توکل“ کیا پھر آپ ان کے لیے کافی ہو گئے...... اور جنہوں نے آپ سے ہدایت مانگی تو آپ نے انہیں

ہدایت عطاء فرمادی، اور جنہوں نے آپ سے مدد مانگی تو آپ نے ان کی مدد فرمادی۔“

② حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

ترجمہ ”اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہیں اور وہ بہترین وکیل (کارساز) ہیں۔“

یعنی ہر کام پورا پورا بنانے والے...... یہ قرآنی دعاء ہے...... اور اس کی برکات اس قدر زیادہ ہیں کہ ایک پوری کتاب اس پر لکھی جاسکتی ہے......”توکل“ حاصل کرنے کے لیے یہ دعاء نسخۂ اکسیر ہے۔

❁...❁...❁

توکُّل کی خاص دُعاء

اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرنے والوں کی عجیب شان ہوتی ہے......وہ کبھی بھی خود کو ''تنہا'' اور ''بے بس'' محسوس نہیں کرتے......وہ دیکھیں! دشمن سر پر کھڑے ہیں مگر غارِ ثور میں نہایت اطمینان سے فرمایا جارہا ہے:

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبہ:۴۰]

ترجمہ ''غم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔''

فرعون کا لشکر سر پر پہنچ گیا......بنی اسرائیل خوف سے بد کنے لگے تو دلکش آواز گونجی:

﴿كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ﴾ [الشعراء:۶۲]

ترجمہ ''فرعون کچھ نہیں کر سکتا بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ دے گا۔''

اسی لیے سید التابعین حضرت امام سعید بن جبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''توکل ایمان کا سر ہے۔''

[مصنف ابن ابی شیبہ ۔ رقم الحدیث: ۲۹۵۸۹، ط:مکتبۃ الرشد - الریاض]

یعنی توکل ہوگا تو ایمان بچے گا......ورنہ بے یقینی کی کیفیت ایمان کو ہی ختم کردے گی۔

اللہ تعالیٰ کی باتیں (نعوذ باللہ) مذاق نہیں ہوتیں......انہوں نے فرمادیا کہ میں ہی ''رَزَّاق'' ہوں......یعنی رزق دینے والا......اور ہر کسی کا رزق میرے ذمہ ہے......اور رزق کی تقسیم ہو چکی ہے......اب جو اپنے رب کی ان باتوں پر یقین کرے گا وہ کیوں چوری کرے گا؟......وہ کیوں سود کھائے گا؟......وہ کیوں حرام نوکری کرے گا؟......وہ کیوں کسی کے حق پر قبضہ کرے گا؟......

وہ کیوں کسی سے سوال کرے گا؟......اللہ تعالیٰ پر سچا یقین کرنا......اور اس یقین کی بنیاد پر عمل کرنا...... اسے ''توکل'' کہتے ہیں......اور یہ ''توکل'' جتنا سچا ہوتا جاتا ہے انسان اسی قدر ''مضبوط'' اور ''کامیاب'' ہوتا چلا جاتا ہے......حضرت سیدنا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ یہ دعاء مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ صِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ

''یا اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں آپ پر ''سچے توکل'' کو اور آپ سے ''حسن ظن'' کو۔''

[مصنف ابن ابی شیبہ ۔ رقم الحدیث: ۳۵۳۴۳، ط:مکتبة الرشد - ریاض]

یہ بڑی زبردست اور پرکیف دعاء ہے......اسے جتنے اخلاص اور کثرت سے مانگتے جائیں اسی قدر ''توکل'' کی نعمت نصیب ہوتی چلی جاتی ہے......یہ دعاء دراصل ایک مسنون، ماثور دعاء کا حصہ ہے......اس دعاء کا تذکرہ آگے چل کر، ان شاء اللہ

❀...❀...❀

”توکُّل“ کی مسنون دُعاء

اللہ تعالیٰ ”توکل“ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

ترجمہ ”یقیناً اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں ”توکل“ اختیار کرنے والوں سے۔“

حضرت آقا محمد مدنی ﷺ کی مبارک دعاؤں میں یہ دعاء بھی شامل ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ التَّوۡفِیۡقَ لِمَحَابِّكَ مِنَ الۡاَعۡمَالِ وَ صِدۡقَ التَّوَکُّلِ عَلَیۡكَ وَ حُسۡنَ الظَّنِّ بِكَ۔ [حلية الاولياء۔ج:۸، ص:۲۲۴ ، ط:دار الكتب العلمية- بيروت]

ترجمہ ”یا اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں آپ کے محبوب اعمال کی توفیق...... اور آپ پر سچا توکل اور آپ کے ساتھ حسن ظن۔“

اچھا ہوگا کہ اس مسنون دعاء کو ہم یاد کرلیں...... اور اس وقت تک پابندی سے مانگتے رہیں، جب تک کہ ہمیں اپنے دل میں ”توکل علی اللہ“ کی خوشبو اور مٹھاس محسوس نہ ہو...... ”توکل“ دراصل انسان کو ایک عجیب شان عطاء کرتا ہے...... حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

”میں فقر اور محتاجی سے کیسے ڈروں؟ جبکہ میرا مولیٰ وہ ہے جو آسمانوں، زمینوں اور جو کچھ ان کے اوپر اور نیچے ہے ان سب کا مالک ہے۔“

[القناعة والتعفف لابن أبي الدنيا۔ص:۴۹، ناشر:مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت]

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تَوَكَّلتُ فِيْ رِزْقِيْ عَلَى اللهِ خَالِقِيْ
وَ أَيْقَنْتُ أَنَّ اللهَ لَاشَكَّ رَازِقِيْ
وَ مَايَكُ مِنْ رِّزْقِيْ فَلَيْسَ يَفُوْتُنِيْ
وَ لَوْ كَانَ فِيْ قَاعِ الْبِحَارِ الْعَوَامِقِ
سَيَأْتِيْ بِهِ اللهُ الْعَظِيْمُ بِفَضْلِهٖ
وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ مِنِّيْ اللِّسَانُ بِنَاطِقِ

[دیوان الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ-ص:۹۰، ناشر:دار القلم - بیروت]

ترجمہ "میں نے اپنے رزق کے معاملہ میں اپنے خالق اللہ تعالیٰ پر "توکل" کیا ہے......اور مجھے یقین ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ضرور رزق دیں گے......اور اللہ تعالیٰ نے میرا جو رزق مقدر فرما دیا ہے وہ مجھے ہر حال میں مل کر رہے گا......اگرچہ وہ گہرے سمندروں کی تہہ میں ہو......میرا رزق میرے عظیم اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے پہنچائیں گے......اگرچہ میری زبان اس کے بارے میں کچھ نہ بولے۔"

❁...❁...❁

”توکل علی اللہ“ کا شاندار وظیفہ

اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین...... اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین...... یہ ”توکل“ کہلاتا ہے...... ”توکل“ نصیب ہو جائے تو انسان اللہ تعالیٰ کی طاقت، قدرت اور مہربانی سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے...... پھر وہ نہ کسی سے ڈرتا ہے...... اور نہ وہ کہیں رکتا ہے...... ”توکل علی اللہ“ پانے کے لیے ایک زبردست اور شاندار دعاء...... قرآن مجید میں موجود ہے...... اور حضرت آقا محمد مدنی ﷺ نے اس کی فضیلت اور طریقہ ارشاد فرمایا ہے...... بے شک یہ دعاء سمندروں اور پہاڑوں سے زیادہ زور آور ہے۔

حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔ [التوبہ:۱۲۹]

ترجمہ ”اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر ”توکل“ کیا ہے، اور وہ عظیم عرش کا مالک ہے۔“

یہ دعاء سورۃ التوبہ کی آخری آیت مبارکہ میں آئی ہے...... اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

جو روزانہ صبح و شام سات سات بار یہ دعاء پڑھ لے تو :

”کَفَاہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ ہَمَّہٗ مِنۡ أَمۡرِ الدُّنۡیَا وَالۡآخِرَۃِ“

”یعنی اللہ تعالیٰ اس کی تمام فکروں، پریشانیوں اور ضرورتوں کے لیے کافی ہو جائیں

گے، وہ دنیا کی حاجتیں ہوں یا آخرت کی۔‘‘

[عمل اليوم والليلة ابن السنى ، ص:۶۷، ط:دار القبلة ، بيروت]

یقین جانیں یہ بہت ’’عظیم دعاء‘‘ ہے...... اس میں ’’حَسْبِیَ اللّٰہُ‘‘ ہے...... اور ’’حَسْبِیَ اللّٰہُ‘‘ کی طاقت بے انتہاء ہے...... یہ مبارک کلمہ بڑے بڑے دشمنوں کو حقیر کیڑے مکوڑے بنا دیتا ہے...... یعنی پھر وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے...... بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

’’حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ‘‘

[صحيح البخارى ۔ رقم الحديث: ۴۵۶۴، ط:دار طوق النجاة ، بيروت]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کلمے کی طاقت ظاہر فرمائی...... اور اتنے زور آور دشمنوں اور اتنی بڑی آگ کو ناکام فرما دیا۔

❀...❀...❀

حَسْبِیَ اللّٰہُ الْحَسِیْبُ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ’’محبت‘‘ اور ’’اعتماد‘‘ والا تعلق نصیب ہو جائے...... بس اسی یقین والے تعلق کو ’’توکل‘‘ کہتے ہیں...... ’’توکل‘‘ نصیب ہو جائے تو ہجرت بھی آسان...... جہاد بھی آسان...... حرام سے بچنا بھی آسان...... اور دین کے تمام بڑے بڑے کام آسان...... ’’توکل‘‘ کی عظیم اور شاندار ’’دعاء‘‘ ہے:

’’حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔‘‘

اس دعاء کا آغاز ’’حَسْبِیَ اللّٰہُ‘‘ سے ہوتا ہے...... ’’حَسْب‘‘ کا معنیٰ کافی ہونا...... پورا پورا مددگار ہونا...... اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ہے ’’اَلْحَسِیْبُ‘‘...... اسی سے بعض اہل معرفت نے دعاء بنائی ہے:

’’حَسْبِیَ اللّٰہُ الْحَسِیْبُ‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ جو ’’اَلْحَسِیْب‘‘ ہیں وہ میرے لیے کافی ہیں...... وہ میرے مکمل مددگار ہیں...... بعض اہل دل کے نزدیک ’’حَسْبِیَ اللّٰہُ الْحَسِیْبُ‘‘ کی دعاء میں ’’اسم اعظم‘‘ کی تاثیر موجود ہے...... واللہ اعلم بالصواب...... بہرحال ’’حَسْبِیَ اللّٰہ‘‘ کا معنیٰ ہے...... اللہ تعالیٰ میرے لیے ہر اس چیز میں کافی ہیں جو چیز مجھے فکر اور پریشانی میں ڈالتی ہے...... اس دعاء کا دوسرا جملہ...... لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ...... یہ ’’کلمۂ توحید‘‘ ہے...... جو سات آسمانوں اور سات زمینوں سے زیادہ بھاری...... اور زیادہ طاقتور ہے...... اس میں ہر ’’غیر اللہ‘‘ کی نفی ہے...... اور ’’اللہ تعالیٰ‘‘ کی الوہیت اور وحدانیت کا اثبات ہے...... یہ ایک مؤمن کے لیے دل کے اطمینان کا سب سے بڑا

ذریعہ ہے کہ...... ہر نفع اور ہر نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے...... اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا...... مگر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت سے...... اور اس دعاء کا تیسرا حصہ...... اللہ تعالیٰ پر توکل کا اعلان ہے "عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ"...... اس میں "عَلَيْهِ" کو پہلے لانے سے تاکید اور اختصاص ہوگیا کہ...... میں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرتا ہوں...... اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر نہیں...... اور نہ ہی اسباب پر۔

❀...❀...❀

مؤثر دعاء

اللہ تعالیٰ ہمیں ''بے یقینی'' اور ''شک'' کی کیفیت سے نکال کر ''توکل'' نصیب فرمادیں......حضور نبی کریم ﷺ نے آخری وقت...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک جہادی لشکر روانہ فرمایا...... اور حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا...... یہ لشکر ابھی قریب ہی تھا کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے...... لشکر اپنی جگہ رک گیا...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ''خلیفہ'' بنے تو اس لشکر کو روانہ ہونے کا حکم فرمادیا...... آس پاس موجود سب حضرات نے مشورہ دیا کہ فی الحال لشکر کو روانہ کرنا مناسب نہیں ہے...... اگر اطراف کے قبائل نے مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا تو کون دفاع کرے گا؟...... اور دشمنوں کو جب پتہ چلے گا کہ مدینہ منورہ خالی ہے تو وہ فوراً چڑھ دوڑیں گے...... مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا...... اور تمام اندیشوں اور خطرات سے بے فکر ہو کر...... آقا محمد مدنی ﷺ کے شروع فرمائے ہوئے کام کی تکمیل کی...... اللہ تعالیٰ نے ان کے ''توکل'' کی لاج رکھی اور لشکر روانہ کرنے کے فیصلے میں ایسی خیر اور برکت عطاء فرمائی کہ...... دوست اور دشمن سب حیران رہ گئے...... ''توکل'' کی شاندار دعاء پر بات چل رہی تھی:

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

اس دعاء میں چار جملے ہیں:

① حَسْبِیَ اللّٰہُ......اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہیں۔

② لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ......اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی کارساز نہیں۔

③ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ......میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے۔

۴ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ......اور اللہ تعالیٰ عظیم عرش کے مالک ہیں۔

یعنی مخلوقات میں سب سے بڑی مخلوق......اللہ تعالیٰ کا عرش ہے......اللہ تعالیٰ جب سب سے بڑی مخلوق کے بھی خالق و مالک ہیں تو پھر......ان کے لیے میرے کاموں کو بنانا کون سا مشکل ہے......اور کون سی چیز زمین و آسمان میں ان کے لیے ناممکن ہے؟......تفسیر درمنثور میں ہے کہ......روم کی طرف مجاہدین اسلام کا ایک لشکر جا رہا تھا......راستے میں ایک مجاہد کی ٹانگ ٹوٹ گئی......لشکر والوں کے لیے انہیں اٹھا کر ساتھ لے جانا ممکن نہ ہوا تو......انہوں نے ان کا گھوڑا ان کے قریب باندھ دیا......اور کچھ کھانا پانی بھی ان کے پاس چھوڑ دیا......اور روانہ ہو گئے......وہ مجاہد اکیلے زخمی پڑے تھے کہ اچانک کوئی آیا اور ان سے کہا اپنی ٹوٹی ہوئی ران پر ہاتھ رکھ کر پڑھو:

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

انہوں نے پڑھا تو ٹانگ ٹھیک ہو گئی......اور وہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے جا ملے۔

[الدر المنثور في التفسير بالمأثور۔ج:۴، ص:۳۳۴، ناشر:دار الفكر - بيروت]

سبحان اللہ! ''توکل'' بہت عظیم نعمت ہے......اور توکل کی دعاء بہت مؤثر اور شاندار ہے:

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

❁...❁...❁

حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا

اللہ تعالیٰ پر"توکل" کرنے والوں کی دنیا بھی کامیاب......اور آخرت بھی کامیاب۔

"حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا"

"توکل" والے اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت پر نظر رکھتے ہیں......چنانچہ ان کی زندگی میں ہاں، ہاں اور ہاں زیادہ ہوتی ہے......دین کے بڑے بڑے کام......بڑے بڑے اہداف ان کے سامنے آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں......ہاں ٹھیک ہے، ہو جائے گا ان شاء اللہ......مگر جن کو"توکل" نصیب نہیں ہوتا......ان کی زندگی "منفیت" کی لپیٹ میں آجاتی ہے......ہر کام پر نہیں......نہیں......اور نہیں......وہ اسباب اور حالات کو تولتے ہیں اور ہمت ہار بیٹھتے ہیں......عقیدے کے بارے میں......نہیں، نہیں اور نہیں......بہت اچھا ہے کہ......اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کسی کا انکار......ہر کسی کی نفی......مگر عمل میں ہاں، ہاں اور ہاں اچھا ہے کہ......ہر حکم پر لبیک......یا اللہ! میں حاضر ہوں......کرانا تو آپ نے ہے، میں نے اپنی کوشش میں کمی نہیں کرنی......اسی کو کہتے ہیں:

"حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا"

حضراتؓ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زخمی حالت میں جہاد کا حکم ملا تو انہوں نے انکار نہیں کیا اور گرتے، پڑتے روانہ ہوگئے......لوگوں نے ڈرایا تو انہوں نے کہا:

"حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا"

ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قیامت اور جہنم کی ہولناکی سے ڈرایا......وہ سب بہت خوفزدہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کی کامیابی کا حل ارشاد فرمایا کہ تم کہو:

”حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا“

اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ایمان والوں کا وکیل، کارساز......اور آخرت میں بھی وکیل اور کارساز...... دنیا کامیاب ہوگی تو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسے سے......اور آخرت کامیاب ہوگی تو وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر۔

❀...❀...❀

ضروری دُعاء اور تین نعمتیں

اللہ تعالیٰ پر ’’اعتماد‘‘ اور ’’توکل‘‘ کرنے والے ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں......

بِسْمِ اللہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ

اوپر جو دعاء لکھی، ایک مسلمان کو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک بار بار اس دعاء کی ضرورت پڑتی ہے...... اس دعاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تین انعامات باندھ دیے ہیں:

① ہدایت...... یعنی رہنمائی

② کفایت...... یعنی اللہ تعالیٰ کی پوری مدد

③ وقایت...... یعنی اللہ تعالیٰ کی حفاظت

جب کوئی مسلمان ایمان اور یقین کے ساتھ یہ دعاء پڑھتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے:

ھُدِیْتَ وَ وُقِیْتَ وَ کُفِیْتَ

اے اللہ تعالیٰ پر توکل کا اعلان کرنے والے! تجھے ہدایت، کفایت اور وقایت عطاء کر دی گئی ہے...... اور اس وقت شیطان اس سے دور بھاگ جاتا ہے...... دوسرا شیطان اس سے پوچھتا ہے کہ اب ایسے شخص پر تیرا کیا بس چلے گا جسے ہدایت، کفایت اور وقایت مل چکی ہے۔

[السنن الکبریٰ للنسائی۔ رقم الحدیث: ۹۸۳۷، ط: مؤسسة الرسالة - بیروت]

بِسْمِ اللہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ

ترجمہ ’’اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور ہر توفیق اور ہر

حفاظت اللہ تعالیٰ سے ہی ملتی ہے۔“

آج ہم مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ نہ امریکہ ہے نہ اسرائیل ...... نہ انڈیا ہے نہ یورپ ...... نہ مہنگائی ہے اور نہ منافق حکمران ...... ہمارا سب سے بڑا مسئلہ مایوسی ہے ...... جی ہاں! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مایوسی، اللہ تعالیٰ کی مدد سے مایوسی، اللہ تعالیٰ کی محبت سے مایوسی، اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے مایوسی ...... ہم مایوسی چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کریں تو پھر ساری دنیا اور اس کے تمام مسائل بہت چھوٹے ہیں، بہت چھوٹے ...... یا اللہ! دنیا کو ہماری نظروں میں چھوٹا بنا دے:

اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا

یا اللہ! اپنے جلال اور اپنی قدرت کو ہمارے دلوں میں بڑا بنا دے:

وَعَظِّمْ جَلَالَكَ فِیْ قُلُوْبِنَا۔

چلیں یہ پوری دعاء ہی پڑھ لیں، سمجھ لیں اور سیکھ لیں:

اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا، وَ عَظِّمْ جَلَالَكَ فِیْ قُلُوْبِنَا، اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِكَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِكَ وَ طَاعَتِكَ۔

”یا اللہ! دنیا کو ہماری آنکھوں میں چھوٹا بنا دیجیے، اور اپنے جلال کو ہمارے دلوں میں بڑا بنا دیجیے، یا اللہ! ہمیں اپنی پسند والے اعمال کی توفیق دیجیے اور ہمیں اپنے دین اور اپنی عبادت پر ثابت قدمی عطاء فرما دیجیے۔“

سبحان اللہ! بہت عجیب دعاء ہے ...... ترجمہ ذہن میں رکھ کر اگر سجدے میں پڑھیں اور روزانہ کم از کم تیرہ بار کا معمول بنا لیں تو دل روشنی سے بھر جائے ...... تب نہ دنیا کے دشمن بڑے لگیں نہ دنیا کی بیماریاں ...... نہ دنیا کے مسائل پہاڑوں جیسے نظر آئیں اور نہ دنیا کے غم۔

بے شک ”اللہ“ ایک ہے ...... ”اللہ“ سب سے بڑا ہے ...... ”اللہ“ ہمارا ہے ...... ”اللہ“ ہر چیز پر

قادر ہے...... ہم "اللہ" کے اور "اللہ" ہمارا۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

روایات میں آیا ہے کہ جب ہم اپنے گھر سے نکلتے ہیں تو فرشتے اپنا نورانی جھنڈا لے کر...... اور شیاطین اپنا شیطانی جھنڈا لے کر ہمارے منتظر ہوتے ہیں...... واقعی بھائیو! انسان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدر و قیمت عطاء فرمائی ہے...... اگر ہم نے گھر سے نکلتے ہی یہ دعاء پڑھ لی:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

تو شیاطین اپنے جھنڈوں سمیت بھاگ جاتے ہیں...... اور فرشتے اپنے جھنڈے دعاء پڑھنے والے پر تان کر اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں...... بس دل میں یقین شرط ہے...... اور گھر سے اچھے کام کے لیے نکلنے کی نیت بھی ضروری ہے...... ویسے آج کل شیطانی جھنڈوں کا ہر طرف زور ہے...... ڈرنے گھبرانے کی ضرورت نہیں...... مقابلہ کرنا چاہئے مقابلہ...... کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا! اے ابوسعید! ایک شخص گناہ کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے، پھر اُس سے گناہ ہو جاتا ہے؟ آخر کب تک؟؟؟

ارشاد فرمایا: اُس وقت تک جب تک کہ شیطان اُس سے مایوس نہ ہو جائے...... یعنی توبہ کا سلسلہ جاری رہے، جاری رہے...... یہاں تک کہ شیطان تھک ہار کر مایوس ہو جائے کہ...... اس بندے سے گناہ کروانے کا کوئی فائدہ نہیں...... بلکہ اُلٹا نقصان ہے...... کیونکہ سچی توبہ گناہوں کو بھی نیکی بنا دیتی ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

آج کل ہم خبریں پڑھنے لگتے ہیں تو بار بار دل میں ہوک اُٹھتی ہے...... اگر یہ دعاء اپنے پاس ہو تو کام آتی ہے...... جیسے ہی بُری خبر پڑھی اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت کا اعلان کر دیا اور دل پُرسکون ہو گیا...... ارے یہ دنیا کے مچھر اسلام کا اور مسلمانوں کا کیا بگاڑ لیں گے:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

حیرانی ہم سب مسلمانوں پر ہے کہ...... ہمارے پاس قرآن عظیم الشان موجود ہے مگر ہم پھر بھی مایوس ہوتے ہیں اور دنیا کے کافروں اور دنیا کے مسائل کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہیں...... قرآن پاک ہمیں دکھاتا ہے کہ فرعون ڈوب رہا ہے...... قرآن پاک ہمیں دکھاتا ہے کہ قوم عاد کی طاقت اوندھے منہ گری پڑی ہے...... قرآن ہمیں دکھاتا ہے کہ قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالآخر بہت اوپر جا کر نیچے گرنا ہے...... آج کل کے کفار بھی بہت اوپر جانے کی فکر میں ہیں اور یہ بہت گہرا گریں گے...... قرآن پاک ہمیں میٹھے قصے سناتا ہے...... وہ دیکھو! یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی اُن کے قتل کی تدبیر کر رہے ہیں...... مگر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ رہے...... وہ انہیں بے نام و نشان کرنے کی فکر میں ہیں، مگر اُن کی شان اونچی ہوگئی...... وہ انہیں باپ کے دل سے نکالنا چاہتے ہیں مگر باپ کے دل میں محبت اور بڑھ گئی...... وہ دیکھو! اُن کو بیچا جا رہا ہے تاکہ وہ مملوک بنیں...... مگر وہ پورے ملک کے مالک بن گئے...... کیوں؟...... اس لیے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے...... اور وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور ''توکل'' رکھتے تھے...... پس اسی طرح دین اسلام بھی اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے...... اور مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں...... اگر مسلمان اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل رکھیں تو...... انہیں مارنے والے، انہیں مٹانے والے اور انہیں بیچنے والے سب ناکام ہو جائیں گے:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ہدایت، کفایت، وقایت

اللہ تعالیٰ ہی ہمارے ”رب“ اور ہمارے ”اَلْوَکِیْل“ ہیں...... ہمیں سب کچھ عطاء فرمانے والے...... ہمارے سارے کام بنانے والے۔

”حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا“

”توکل“ کی ایک عظیم، پرتاثیر اور معروف دعاء یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ...... وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔

یہ دراصل دو دعائیں ہیں...... پہلی دعاء حدیث شریف میں آئی ہے...... اور وہ ہے:

”بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ“

یہ حدیث شریف...... جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں سند صحیح کے ساتھ مروی ہے...... مکمل حدیث اس طرح ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اپنے گھر سے نکلتے ہوئے پڑھے:

”بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ“

تو اُس سے کہا جاتا ہے: تجھے ہدایت دے دی گئی، تیری طرف سے کفایت کر دی گئی، اور تجھے بچا لیا گیا۔“

[سنن ابی داؤد۔ رقم الحدیث:۵۰۹۵ ، ط:المکتبۃ العصریۃ- بیروت]

یعنی اب اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے "ہدایت" اور رہنمائی مل گئی...... اور اسے "کفایت" عطاء ہوگئی کہ اس کے کاموں میں اللہ تعالیٰ اس کی کفایت فرمائیں گے...... اور اسے "وقایت" یعنی حفاظت عطاء فرمادی گئی...... خلاصہ یہ کہ اس ایک دعاء کے تین بڑے انعامات ہیں......

① ہدایت

② کفایت

③ وقایت......

تو اب ایک بندے کو اور کیا چاہیے؟

دعاء کا ترجمہ یہ ہے:

"بِسۡمِ اللّٰہِ"...... اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ...... "تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ"...... میں نے بھروسہ اور توکل کیا اللہ تعالیٰ پر...... "لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"...... ہر طرح کی حالت، قوت اور طاقت صرف اللہ تعالیٰ ہی عطاء فرماتے ہیں...... بھلائی، کامیابی، خیر اور نیکی پانے کی طاقت بھی...... اور شرور، گناہوں اور آفات سے بچنے کی قوت بھی۔

یہ ہوئی پہلی دعاء کی کچھ تفصیل...... جبکہ دوسری دعاء ہے...... ﴿وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا﴾... یہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ ہے...... اس کی تفصیل اگلے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

❀...❀...❀

حفاظت، کفالت، اعانت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تین باتوں کا حکم فرمایا:

① آپ کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیں...... ان کے دباؤ کی وجہ سے دین کا...... خصوصاً جہاد کا کام نہ چھوڑیں۔

② آپ کافروں اور منافقوں کے ظلم اور ستم کی پروا نہ کریں اور جہاد کا کام جاری رکھیں۔

③ آپ اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' یعنی اعتماد اور بھروسہ کریں۔

ان تین باتوں کے حکم کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے تین باتوں کا وعدہ فرمایا:

① اللہ تعالیٰ آپ کی ''حفاظت'' فرمائیں گے۔

② اللہ تعالیٰ دین اور جہاد کے کاموں میں آپ کی نصرت و اعانت فرمائیں گے۔

③ اللہ تعالیٰ آپ کو رزق عطاء فرمائیں گے۔

آپ پوچھیں گے کہ...... اللہ تعالیٰ کے یہ تین حکم اور تین وعدے کون سی آیت مبارکہ میں ہیں؟...... جواب یہ ہے کہ ''سورۃ الاحزاب'' کی آیت (۴۸) میں یہ سارا مضمون موجود ہے:

﴿وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ [الاحزاب:۴۸]

ترجمہ: ''اور آپ کہنا نہ مانیں کافروں اور منافقوں کا، اور ان کے ایذاء پر نظر نہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور اللہ تعالیٰ کافی ہے وکیل، یعنی کام بنانے والا''

اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کو تاکید فرمائی گئی کہ...... دین کا کام جاری رکھیں...... جہاد کا

کام جاری رکھیں......اس راستے میں آنے والی تکالیف پر نظر نہ فرمائیں......اور اللہ تعالیٰ پر "توکل" کریں......یہ سب کچھ بہت مشکل ہے تو آگے وعدہ فرمایا:

﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾

"کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی وکیل ہیں۔"

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"حَافِظًا لَّكَ" اللہ تعالیٰ آپ کے محافظ ہیں......"كَفِيْلًا بِرِزْقِكَ" وہ آپ کے رزق کے ذمہ دار ہیں۔"

[تفسير البغوى - ج:٣، ص:٦٠٦، ناشر: دار إحياء التراث العربي -بيروت]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائیں گے، اور آپ کے مخالف آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔"

[تفسير القرطبي - ج:١٤، ص:١١٥، ناشر:دار الكتب المصرية - القاهرة]

امام سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں کو پورا فرمائیں گے، کیونکہ جو شخص بھی اپنا معاملہ اپنے مالک کے سپرد کر دے اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ایک پوری امت جتنا کام لے لیتے ہیں۔"

[تفسير السعدي، الاحزاب:٣]

﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾

یہ ہو گئی دوسری دعاء کی کچھ تفصیل......اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

❀...❀...❀

دُو۲ دعاؤں کا خلاصہ

ہم نے پڑھ لیا کہ توکل کی معروف اور اہم دعاء دراصل دو دعاؤں پر مشتمل ہے:

① بِسۡمِ اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

② وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَ كِيۡلًا

ان میں سے پہلی دعاء ”حدیث صحیح“ میں آئی ہے...... اور اس کی برکت سے رہنمائی، کفایت اور وقایت ملتی ہے...... اور یہ دعاء پڑھتے ہی شیطان دور بھاگ جاتا ہے...... گھر سے نکلتے وقت چونکہ انسان کو ہدایت (رہنمائی)...... کفایت اور حفاظت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو اس موقع پر خاص طور سے یہ دعاء سکھلائی گئی...... ورنہ آپ اسے ہر جگہ، ہر موقع اور ہر کام میں پڑھ کر یہ سارے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسری دعاء قرآن مجید کے مبارک الفاظ ہیں:

﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَ كِيۡلًا﴾

آپ سوچیں گے کہ اس میں تو کچھ مانگا نہیں گیا تو پھر یہ ”دعاء“ کیسے بن گئی؟ کیونکہ اس کا ترجمہ ہے: ”اور کافی ہے اللہ تعالیٰ وکیل۔“

یعنی کام بنانے والا...... جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف، حمد اور ثناء کرنا بھی دعاء ہے...... اور اللہ تعالیٰ کی جس صفت کا ورد کیا جائے اس صفت کے فیوض اور انوارات انسان کو حاصل ہو جاتے ہیں...... تو ”وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَ كِيۡلًا“ کے ورد سے ہم اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک ”اَلْوَكِيْل“ کی برکات سمیٹ سکتے ہیں...... یوں ہمیں ان شاء اللہ حفاظت، کفالت اور اعانت تینوں...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہو جائیں گی، ان شاء اللہ

❀...❀...❀

اَللّٰہُ الْکَافِی

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے ’’کافی‘‘ ہیں......یعنی ہر معاملے میں ان کی ’’کفایت‘‘ فرمانے والے......پوری پوری مدد فرمانے والے۔

مشرکین عرب کے تین بڑے نقلی خدا تھے......

① لات ② عُزّٰی ③ منات۔

انہوں نے تین مقامات پر ان کے بہت بڑے اور بہت قیمتی ’’بت‘‘ نصب کر رکھے تھے......حضرت آقا محمد ﷺ نے ’’فتح مکہ‘‘ کے فوراً بعد......ان تینوں ’’بتوں‘‘ کو گرانے کے لیے جہادی دستے روانہ فرمائے......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جہادی دستوں نے مختلف مقامات پر نصب ان تینوں بتوں کو گرا دیا......اس عظیم اور مبارک عمل کے دوران ہر جگہ بڑے دلچسپ اور عجیب و غریب واقعات پیش آئے......ہو سکے تو ضرور مطالعہ فرمالیں......ان تینوں میں سے ’’لات‘‘ نامی بت ’’طائف‘‘ میں تھا......جب آپ ﷺ نے اس کے گرانے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا تو قبیلہ ثقیف کے عمائدین آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے......انہوں نے درخواست کی کہ آپ صرف تین سال کے لیے یہ ’’بت‘‘ نہ گرائیں......بعد میں گرا دیں......آپ ﷺ نے انکار فرمایا تو انہوں نے دو سال کی......اور پھر ایک سال کی درخواست دی......اور اس کے لیے طرح طرح کے بہانے، دھمکیاں اور دلائل پیش کیے......تفسیر قرطبی میں ہے کہ جب انہوں نے ایک سال کی مدت مانگی کہ......صرف ایک سال آپ اس بت کو نہ گرائیں......اس طرح ہماری عزت

بڑھ جائے گی (اور قوم ساری کی ساری مسلمان ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ) تو آپ ﷺ تھوڑا سوچنے لگے...... اسی وقت آیت نازل ہوئی کہ:

﴿وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ [الاحزاب:۴۸]

آپ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں...... وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا...... کہ اللہ تعالیٰ ان تمام خدشات کے لیے ''کافی'' ہیں جو یہ پیش کر رہے ہیں...... آپ نہ ان کی دشمنی کی فکر کریں...... نہ قوم میں کسی فتنے کے ابھرنے کی...... اور نہ مسلمانوں کی معاشی کمزوری کی...... اللہ تعالیٰ آپ کا ''وکیل'' ہے...... اور اس کا وکیل ہونا آپ کے لیے کافی ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

یعنی ہر معاملے میں پوری پوری مدد فرمانے والا...... اور آپ کا ہر کام بنانے والا۔

آج ساری دنیا کے کفار و منافقین کا مسلمانوں سے ایک ہی مطالبہ ہے کہ...... بے شک نمازیں پڑھو...... مسجدیں بناؤ...... ہمارے ملکوں کے دورے کرو...... دینی بیانات کرو...... روزے رکھو...... مگر جہاد کا نام نہ لو...... جہاد کے قریب نہ جاؤ...... ایسے وقت میں ہر سچے مؤمن کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ...... کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانے...... اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرے...... اور دل سے نعرہ لگائے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ...... وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

❁...❁...❁

توکل کی لہریں

اللہ تعالیٰ ہمیں ’’توکل‘‘ سکھا دیں...... ’’توکل‘‘ سمجھا دیں...... اور توکل نصیب فرما دیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ صِدْقَ التَّوَکُّلِ عَلَیْكَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ۔

پرندوں جیسے دل

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ۔

[صحيح مسلم ـ رقم الحديث: ۲۸۴۰، ط:دار إحياء التراث العربي - بيروت]

ترجمہ ’’جنت میں ایسے لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے۔‘‘

یعنی اپنے خالق اور مالک پر پورا یقین رکھنے والے...... پورا اعتماد کرنے والے...... پرندے ہر صبح اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے نکلتے ہیں...... اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں...... ان کو فکر نہیں ہوتی کہ کل کی روزی کا کیا بنے گا...... وہ نہ حرص کرتے ہیں...... نہ کسی سے مانگتے ہیں اور نہ اگلے دن کے لیے جمع کرتے ہیں...... وہ نہ آئندہ کل کے لیے پریشان ہوتے ہیں...... اور نہ مستقبل کا غم دل میں پالتے ہیں...... اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں...... روز اپنے رب سے نیا رزق پاتے ہیں...... اور خوب مزے سے اُڑتے اور پروازیں بھرتے ہیں...... کاش! انسان بھی اللہ تعالیٰ پر ’’یقین‘‘ کرنے والا بن جائے...... یقین ہوگا تو ’’توکل‘‘ نصیب ہوگا...... اور ’’توکل‘‘ ہوگا تو پھر پرواز ہی پرواز ہوگی...... اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر بڑے بڑے کام......

بڑے بڑے فیصلے...... بڑے بڑے کارنامے...... بڑی بڑی نیکیاں اور بڑی بڑی فتوحات۔

توکل کی تلاش میں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عزت اور غنیٰ "توکل" کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں، پس جہاں اسے پالیتے ہیں وہاں ڈیرہ ڈال لیتے ہیں۔"

[حلية الأولياء وطبقات الأصفياء - رقم الحديث:١٤، ط:دار الكتاب العربي - بيروت]

آج ساری دنیا "عزت" کی تلاش میں ہے...... آج ہر کوئی "غنی" بننے کی فکر اور محنت میں ہے...... "غِنیٰ" کا مطلب ہوتا ہے...... آدمی کا ہر اعتبار سے مالا مال ہو جانا...... ایسا کہ وہ کسی کا محتاج نہ رہے...... فرمایا کہ "عزت" اور "غِنیٰ" اس انسان کی تلاش میں ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر "توکل" رکھتا ہو...... پس جب وہ ایسے انسان کو پالیتے ہیں تو اس کے ہو جاتے ہیں...... بے شک عزت اسی کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ پر یقین اور توکل رکھتا ہو...... اور وسعت و برکت بھی اسی کو نصیب ہوتی ہے جو "توکل علی اللہ" کی دولت سے سرفراز ہو...... خود سوچیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے؟...... اللہ تعالیٰ سے زیادہ مہربان کون ہو سکتا ہے؟...... اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدے پورے فرمانے والا کون ہو سکتا ہے؟...... تو پھر اللہ تعالیٰ پر یقین کیوں نہیں؟...... اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کیوں نہیں؟...... پھر ہر معاملے میں ٹینشن کی کیا حاجت ہے؟...... ہر معاملے میں خود کو تنہا اور بے بس سمجھنے کی کیا ضرورت ہے...... یاد رکھیں! جو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے...... اللہ تعالیٰ کبھی اس کے یقین کو نہیں توڑتے...... اگر "توکل" نہیں ہوگا تو دین ناقص رہ جائے گا...... نہ کوئی جہاد کی ہمت کرے گا...... نہ کوئی حج کی...... نہ کوئی مال وراثت ٹھیک تقسیم کرے گا...... اور نہ کوئی اپنے مال سے مساجد تعمیر کرے گا...... ہر کوئی بس اسباب کے اعداد و شمار میں پھنسا رہ جائے گا...... اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات سے محروم رہے گا۔

توکل ...... بلند ترین روحانی مقام

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے گزارش کی کہ...... مجھے کچھ ایسا سکھا دیجیے کہ جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع عطاء فرمائیں...... آپ نے ارشاد فرمایا:

''موت کو زیادہ یاد کیا کرو اور خواہشات کم سے کم رکھو...... اور تیسری صفت...... اگر وہ تم نے پالی تو اعلیٰ ترین مقصد کو پالو گے اور عبادت میں کامیاب ہو جاؤ گے...... اس نے پوچھا وہ کون سی صفت ہے؟ فرمایا: ''توکل''۔

[الزهد و الرقاق للخطيب البغدادى ۔ رقم الحديث: ، ط:دار البشائر الإسلامية - بيروت]

سبحان اللہ! ...... ''توکل'' ملتا ہے تو انسان یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے...... وہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں شک نہیں کرتا...... وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ سمجھتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ کی مدد کو ساتھ لے کر...... اللہ تعالیٰ کے سارے احکامات کو پورا کرتا چلا جاتا ہے...... اور اسے چونکہ یہ یقین بھی ہوتا ہے کہ...... اللہ تعالیٰ عبادت اور نیک اعمال کو قبول فرماتے ہیں تو اس سے اس کا شکر بھی بڑھ جاتا ہے...... اور اس کی ہمت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

''توکل'' ...... ایک حال ایک کیفیت

اہل علم نے ''توکل'' کو سمجھانے کے لیے ''توکل'' کی کئی تعریفیں بیان فرمائی ہیں...... حضرت شیخ معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا: حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمائیے...... ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرو...... یہاں تک کہ وہ تمہارا انیس بن جائے...... تمہارا جلیس بن جائے...... وہی تمہاری شکایت کرنے کی جگہ بن جائے...... خوب اچھی طرح جان لو کہ لوگ نہ تمہیں کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان...... نہ تمہیں کچھ دے سکتے ہیں اور نہ تم سے کچھ روک سکتے ہیں۔''

[حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ـ ج:٨، ص:١٥٧، ط:دار الكتاب العربي - بيروت]

اب اس عارفانہ عبارت میں ’’توکل‘‘ کے مطلب کو سمجھیں اور دیکھیں...... معلوم ہوگا کہ ’’توکل‘‘ ایک حال ہے جو انسان پر طاری ہو جاتا ہے...... اور اسے نصیب ہو جاتا ہے...... وہ حال ہے...... اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتہائی محبت والا قریبی تعلق...... ’’انیس‘‘ کہتے ہیں تنہائی کے ساتھی کو...... جس کے ساتھ ہونے سے تنہائی لطف میں بدل جائے...... ’’جلیس‘‘ کہتے ہیں ہم مجلس کو...... اور آدمی جس سے بہت محبت کرتا ہو صرف اسی کے سامنے اپنے غم روتا ہے اپنی فریاد کرتا ہے...... چھوٹے بچوں کو آپ نے دیکھا ہوگا جس سے پیار کرتے ہیں اس کو سب کی شکایتیں لگاتے ہیں...... اللہ تعالیٰ پر یقین...... اللہ تعالیٰ سے محبت...... اللہ تعالیٰ سے دوستی...... یہ سب کچھ دل میں رکھ کر...... اس کی بنیاد اور بھروسے پر کچھ کرنے کو ’’توکل‘‘ کہتے ہیں...... جیسے ہم سب کا یہ یقین بنا ہوا ہے کہ...... پیسوں سے سامان مل جاتا ہے...... ہمارا یہ یقین ہمارے تجربے کی وجہ سے بنا ہے...... چنانچہ ہم جیب میں پیسے ڈالتے ہیں...... اور اس یقین کے ساتھ دودھ، روٹی یا سبزی خریدنے نکل جاتے ہیں کہ...... ہم ضرور یہ چیزیں پالیں گے...... حالانکہ یہ سب کچھ یقینی نہیں ہوتا...... کچھ اور بھی ہوسکتا ہے۔

اب دوسری طرف آئیں...... ہمیں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ صدقے اور زکوٰۃ کو بڑھاتے ہیں...... قرآن وسنت میں جگہ جگہ یہ یقین دلایا گیا کہ زکوٰۃ سے برکت ہوتی ہے...... زکوٰۃ سے مال بڑھتا ہے...... صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ طرح طرح کے دنیوی اور اخروی انعامات ملتے ہیں...... اب جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان باتوں پر یقین کیا...... اور پھر اسی یقین کے بھروسے یعنی ’’توکل‘‘ پر اپنے ہاتھ کھول دیئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں روئے زمین کے خزانوں کا مالک بنادیا...... وہ عزت وغنیٰ سے جیے...... انہوں نے اپنی زندگی سعادت اور صدقات جاریہ سے بھردی...... لیکن جو مسلمان ان باتوں پر یقین نہیں رکھتے...... اور نہ اس یقین کے بھروسے یعنی توکل سے کام لے کر زکوٰۃ، صدقات دیتے

ہیں تو وہ آہستہ آہستہ مال کے عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں...... وہ مال کے نوکر بن جاتے ہیں...... وہ مال کے چوکیدار بن جاتے ہیں...... وہ اس مال کی وجہ سے خوف، بے آرامی، ٹینشن اور طرح طرح کی مصیبتیں پاتے ہیں...... وہ حرام میں منہ مارتے ہیں...... وہ دوسروں کا حق دباتے ہیں...... اور بالآخر سارا مال چھوڑ کر مر جاتے ہیں...... یہ تو سمجھانے کے لیے بس ایک مثال تھی...... ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ...... وہ اپنی جیب میں رکھے ہوئے ایک سو روپے کی طاقت کو تو یقینی مانتا ہے کہ اس سے وہ ضرور چند روٹیاں خرید سکتا ہے......تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور باتوں پر اس طرح کا یقین اور اعتماد کیوں نہیں کرتا؟...... بے شک اللہ تعالیٰ پر توکل ایک مسلمان کو مضبوط اور طاقتور بنا دیتا ہے...... اور اس کے لیے توفیق وسعادت کے بے شمار دروازے کھل جاتے ہیں...... بات ''توکل'' کی تعریف کی چل رہی تھی...... بعض اہل علم نے ''توکل'' کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے:

''اَلتَّوَکُّلُ'' وَھُوَ صِدْقُ اِعْتِمَادِ الْقَلْبِ عَلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اسْتِجْلَابِ الْمَنَافِعِ وَ دَفْعِ الْمَضَارِّ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ الْاِعْتِقَادُ بِاَنَّہٗ لَایُعْطِیْ وَ لَایَضُرُّ وَ لَایَنْفَعُ سِوَاہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔

''توکل'' کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پر دل کے سچے اعتماد کو کہ...... اللہ تعالیٰ ہی دنیا اور آخرت میں ہر خیر عطاء فرما سکتے ہیں اور ہر نقصان سے بچا سکتے ہیں، اور اس بات کا یقین کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی کچھ دے سکتا ہے، نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔''

''توکل'' کو سمجھنے کے لیے ایک اہم حدیث

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سواری پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے نوجوان! میں آپ کو چند باتیں سکھاتا ہوں:

اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْكَ

”تم اللہ تعالیٰ کی یاد کو پکا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں یاد رکھیں گے۔“

اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاهَكَ

”تم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو تو اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔“

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰہَ

”جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔“

وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ

”اور جب مدد مانگو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔“

اور اس بات کا یقین رکھو کہ اگر ساری اُمت تجھے نفع دینے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ تجھے صرف اتنا ہی نفع دے سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر سب لوگ تجھے نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائیں تو وہ ہرگز تجھے کوئی نقصان نہیں دے سکتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا، قلم اُٹھا دیے گئے، اور صحیفے خشک ہو چکے۔“

[سنن ترمذی۔ رقم الحدیث:۲۵۱۶، ط:شركة مكتبة مصطفى - مصر]

اس حدیث شریف میں ”توکل“ پانے کا نسخہ بھی ہے......اور مراقبہ اور طریقہ بھی کہ......ہر معاملے میں اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دینا......اللہ تعالیٰ پر یقین کو تازہ کرتے رہنا......اسی یقین کے ساتھ اعمال میں آگے بڑھنا......اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا۔

❀...❀...❀

تَوَکُّل

قرآنِ کریم کی روشنی میں

قرآن کریم کی آیات توکل کی دلنشین تشریح وتفسیر

صیغہ ﴿تَوَكَّلُوْا﴾ کی پہلی آیت کریمہ

جِہاد اور حصولِ آزادی کیلئے اللہ تعالیٰ پر توکُّل کرنا

اللہ تعالیٰ کا فضل، احسان اور شکر کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو ''توکل'' سمجھنے اور سمجھانے پر لگا دیا ہے...... وہ ''توکل'' جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتہائی محبت کا نام ہے...... وہ ''توکل'' جو اللہ تعالیٰ پر سچے اعتماد والا خفیہ تعلق ہے...... اگر ہمیں یہ عظیم نعمت مل گئی تو پھر مزے ہی مزے...... لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

قرآن مجید میں ''توکل'' کا موضوع کافی وسیع ہے...... اس کی تفصیل کے لیے کافی ضخیم کتاب درکار ہوگی...... مگر اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اختصار کے ساتھ بھی اس موضوع کو سمجھا جا سکتا ہے...... آئیے! قرآن کریم سے ''توکل'' کو سمجھنے کے لیے مختصر طور پر ''آیات توکل'' کا خلاصہ پڑھتے ہیں...... اس خلاصے میں ہم صرف یہ کریں گے کہ ''توکل'' والی آیت کا ترجمہ لکھیں گے...... ساتھ یہ عرض کریں گے کہ اس میں کون سا ''مقام توکل'' بیان ہوا ہے...... اور اس میں ''توکل'' کی کیا شان یا فضیلت بیان ہوئی ہے...... دراصل قرآن مجید ہمیں وہ مقامات و حالات بتاتا ہے جن میں ہمیں توکل کرنا چاہیے...... اور ساتھ ساتھ ''توکل'' کے فائدے بھی بیان فرماتا ہے۔

آیات کی ترتیب یہ ہوگی کہ ہم ایک ایک صیغے کی ساری آیات کو ایک ساتھ بیان کریں گے...... چلیں شروع کرتے ہیں۔

تَوَكَّلُوْا

﴿تَوَكَّلُوْا﴾ ...... تم سب ''توکل'' کرو...... صیغہ جمع حاضر امر...... یہ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔

① ﴿قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ

﴿فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾

[المائدہ:۲۳]

ترجمہ ''اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا، جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ ان (دشمنوں) پر حملہ کر کے دروازہ میں گھس جاؤ، پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے، اور اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' (بھروسہ) کرو اگر تم ایمان والے ہو۔''

''مقام توکل'' اس میں جہاد اور حصول آزادی ہے کہ حقیقی آزادی جہاد سے ملتی ہے اور جہاد کے لیے اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' ضروری ہے...... ''شان توکل'' اس آیت میں یہ بتائی گئی ہے کہ ''توکل'' ایمان کی علامت ہے اور یہ کامل ایمان کے لیے ضروری ہے...... إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔

قوم عمالقہ اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ نقیب

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت وطاقت سے بنی اسرائیل کو ظالم وجابر فرعون سے نجات عطا فرمائی۔ اور پھر انہیں حکم فرمایا کہ ارض فلسطین پر مسلط قوم عمالقہ سے لڑ کر اپنی اصل زمین فتح کرلو۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہ قبائل کے بارہ سرداروں کو قوم عمالقہ کی جاسوسی کے لیے بھیجا تاکہ وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر آئیں۔ لیکن یہ لوگ جب واپس آئے تو قوم عمالقہ کا خوف اپنے لوگوں میں پھیلانا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے پوری قوم میں بے ہمتی، بزدلی اور وہن پیدا ہو گیا۔ ان بارہ سرداروں میں صرف دو افراد ایسے تھے، جو اللہ تعالیٰ کے بھروسہ اور توکل پر قوم عمالقہ سے جہاد کے لیے تیار تھے۔ اور اپنی قوم کو جہاد اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی ترغیب دے رہے تھے۔ ان میں ایک یوشع بن نون علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے کالب (رحمۃ اللہ علیہ) تھے۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں انہی کی دعوتِ جہاد اور توکل علی اللہ کو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔

(دوسری آیت مبارکہ کی تفصیل اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

صیغہ ﴿تَوَکَّلُوْا﴾ کی دوسری آیت کریمہ

ظُلم کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ پر توکُّل کرنا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسی ناممکن چیز کا حکم نہیں فرماتے...... جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ''توکل'' کا حکم فرمایا ہے تو ثابت ہوا کہ...... ''توکل'' کی صفت پانا ایک انسان کے لیے ممکن ہے...... عرض ہوا تھا کہ ''تَوَکَّلُوْا'' کا ''صیغہ'' قرآن میں دو جگہ آیا ہے...... ایک جگہ کی تفصیل گذشتہ صفحات میں آ گئی، اب دوسری جگہ کو سمجھ لیں۔

② ﴿وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ﴾ [یونس:۸۴]

ترجمہ ''اور موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا: اے میری قوم! اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر ''توکل'' کرو، اگر تم مسلمان ہو۔''

اس میں ''مقام توکل''...... ظلم کا مقابلہ ہے...... بنی اسرائیل فرعون کی طرف سے شدید ظلم، ذلت اور رسوائی کا شکار تھے...... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کے بعد بھی صورتحال نہ بدلی تو بنی اسرائیل سخت پریشان ہوئے...... تب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ...... مجھے یقین ہے کہ میرا رب جلد تمہارے دشمن کو ہلاک فرما دے گا اور تمہیں زمین کا مالک بنائے گا...... مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ تم مایوس نہ ہو...... ظاہری حالات اور اسباب دیکھ کر دل نہ چھوڑو بلکہ...... اللہ تعالیٰ پر سچا توکل...... یعنی اعتماد اور بھروسہ کرو...... اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے سچے فرمانبرداروں کو ہی ملتی ہے...... اور سچے فرمانبردار وہ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' یعنی ''یقین'' رکھتے ہیں...... یہ آیت مبارکہ اور اس مضمون

کی دیگر آیات ......غامدی صاحب اور وحید الدین خان صاحب کے نظریات کا مکمل توڑ ہیں ...... یہ حضرات کہتے ہیں کہ...... جب کفر اور ظلم کا اقتدار قائم ہو جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ سر جھکا کر اسے قبول کر لیں ...... اور اسی میں رہتے ہوئے اپنے لیے کوئی با عزت مقام تلاش کریں......یعنی کافروں کی غلامی اور نوکری کو عزت سمجھنا شروع کر دیں ......اور کسی طرح کا کوئی خروج، کوئی بغاوت کر کے خود کو خطرے میں نہ ڈالیں ...... جب کہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون کے قائم شدہ، تسلیم شدہ اقتدار کو توڑنے کے مشورے فرما رہے ہیں ......اور قوم کو خروج پر تیار فرما رہے ہیں ......''شان توکل'' اس آیت میں یہ بیان ہوئی ہے کہ...... ''توکل''، مسلمان کی نشانی......فرمانبرداروں کا شعار...... اور ایمان کی روح ہے۔

❀...❀...❀

بنی اِسرائیل کا توکُّل اور تعطُّل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو "تعطُّل" سے بچائیں...... "تعطُّل" کا معنیٰ یہ ہے کہ...... ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا...... اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے "اسباب" کو استعمال نہ کرنا...... اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کچھ کر دیں...... یہ "توکل" نہیں "تعطُّل" ہے...... اور یہ "ناجائز" ہے...... ہم نے گزشتہ صفحات میں جو دو آیات پڑھیں...... ان میں بنی اسرائیل کو "تعطُّل" سے نکل کر "توکل" پر آنے کا حکم تھا...... "بنی اسرائیل" مصر میں غلامی اور ذلت کی زندگی گزار رہے تھے...... مگر وہ اس ذلت، رسوائی اور غلامی پر بالکل خاموش بیٹھے تھے...... حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں "جذبہ آزادی" ابھارا...... اور فرمایا کہ تم جو کچھ کر سکتے ہو وہ کرو باقی سب کچھ اللہ تعالیٰ کر دیں گے...... بنی اسرائیل نے پوچھا کہ ہم اتنے طاقتور دشمن کے سامنے کیا کر سکتے ہیں...... فرمایا: یہ تو کر سکتے ہو کہ سب اکٹھے ہو کر...... ہجرت کرو...... سمندر کی طرف چلو...... اس کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں طاقت دے رکھی ہے...... دی ہوئی طاقت استعمال کر کے باقی معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو...... بنی اسرائیل مان گئے...... "تعطُّل" سے نکل کر وہ "توکل" پر آئے...... یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے وعدے پر یقین کرتے ہوئے ایک رات ہجرت کے لیے نکل پڑے...... فرعون پیچھے آیا...... وہ خشکی کا بادشاہ تھا...... سمندر میں اللہ تعالیٰ نے اس کی موت رکھی تھی...... اور یوں بنی اسرائیل نے "توکل" سے کام لیا اور فرعون غرق ہو گیا...... ایک اور آیت مبارکہ میں یہ بتایا گیا کہ...... کچھ عرصہ بعد ایک بار پھر بنی اسرائیل کو "توکل" کا حکم ملا...... مگر وہ "تعطُّل" کا شکار ہو گئے...... جس کی انہوں نے سزا پائی...... ہوا یوں کہ فرعون سے آزادی کے بعد...... اللہ تعالیٰ نے ان سے "ارضِ مقدس" کا

وعدہ فرمایا...... مگر شرط وہی کہ...... جو اسباب عطاء فرمائے ہیں وہ استعمال کرو...... تم ''ارض مقدس'' پر قابض ''جابروں'' پر حملہ کردو...... ہمارا وعدہ ہے کہ فتح ہم دیں گے...... مگر ''بنی اسرائیل'' نے جب دشمنوں کی طاقت دیکھی تو وہ ''توکل'' نہ کرسکے...... یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین نہ کرسکے...... اور حملہ کرنے سے انکار کردیا...... یہاں انہوں نے ''تعطُّل'' کو اختیار کیا کہ...... حملہ کرنے کے اسباب تو ان کے پاس موجود تھے...... ہاتھ، پاؤں، جسم سلامت تھے...... مگر انہوں نے برے نتیجے کے خوف سے ان اسباب کو ''معطل'' رکھا اور استعمال نہ کیا...... تب انہیں سزا ملی کہ چالیس سال تک ایک وادی ''تیہ'' میں بھٹکتے رہے...... وہیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی وفات پاگئے...... بنی اسرائیل کے اچھے لوگ ان چالیس سالوں میں دعوت جہاد چلاتے رہے...... بالآخر ایک طبقہ ''توکل'' والا پیدا ہوگیا...... انہوں نے حضرت یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیادت میں حملہ کیا...... جہاد کیا...... تب اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور انہیں فتح عطاء فرمادی۔

❁...❁...❁

صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کا بیان اور حکمت

اللہ تعالیٰ ہی سے سب کچھ ہوتا ہے......خواہ وہ ''ظاہری اسباب'' کے ذریعہ ہو......یا ''ظاہری اسباب'' کے بغیر......بس یہی ''یقین'' دل میں پکا اتر جائے تو اسی کو ''توکل'' کہتے ہیں......''توکل'' اور اسباب کی بحث کچھ تفصیل طلب ہے......کیونکہ بعض اسباب کو استعمال کرنا فرض ہے......بعض اسباب کو استعمال کرنا جائز ہے......بعض اسباب کو ترک کرنا یعنی چھوڑنا فرض ہے......بعض اسباب کو چھوڑنا جائز ہے......اور بعض اسباب استعمال کرنے میں اختیار ہے کہ...... چاہے استعمال کرو چاہے چھوڑ دو......مگر صرف ''اسباب'' پر ہی بھروسہ کرنا......اور انہیں سب کچھ سمجھنا یہ ''حرام'' ہے......یہ مادّہ پرستی ہے......اور یہ ایک مسلمان کے لیے سخت خسارے والی بات ہے۔

اسباب اور توکل کی بحث چونکہ مفصل ہے......اس لیے ہم قرآنی آیات کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہیں......قرآن مجید کی روشنی میں ان شاء اللہ سارے سوالات حل ہوتے جائیں گے......اور اصل بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی برکت سے اگر ہمیں ''توکل علی اللہ'' نصیب ہو گیا تو پھر......''توکل'' سمجھ بھی آجائے گا......کیونکہ ''توکل'' کوئی علمی مسئلہ نہیں ہے......یہ تو ایک خفیہ نعمت ہے جو دل میں اترتی ہے تو......زندگی بدل دیتی ہے......دنیا و آخرت سنوار دیتی ہے......قرآن مجید میں ''توکل'' کا اگلا صیغہ......﴿تَوَکَّلْ﴾ ہے ''تا'' اور ''واؤ'' پر زبر......''کاف مشدد'' پر بھی زبر اور آخر میں ''لام ساکن''......اس کا ترجمہ ہے ''تو توکل کر''......یعنی یہ بھی امر (حکم) کا صیغہ ہے مگر واحد، یعنی ایک کے لیے......یہ قرآن مجید میں نو (۹) مقامات پر وارد ہوا ہے......اور اس میں اللہ تعالیٰ کا براہ راست خطاب اپنے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ سے ہے......قرآن مجید کے ایسے احکامات

بڑے خاص اور اہم ہوتے ہیں...... جن میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی ﷺ سے خطاب فرماتے ہیں...... اور آپ کو خطاب فرما کر امت تک وہ حکم پہنچاتے ہیں...... اس میں اکثر وہ حکم اور وہ بات سب ایمان والوں کے لیے ہوتی ہے مگر چونکہ بڑی اہم اور بڑی خاص ہوتی ہے تو خطاب بھی خصوصی ترین فرد کو کیا جاتا ہے...... اس میں یہ بھی سمجھ لیں کہ...... ہمارے ہاں اردو میں...... کسی کو احترام دینا ہو تو اس کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں...... یعنی اسے ''تو'' نہیں کہتے ''آپ'' کہتے ہیں...... مگر عربی میں ایسا نہیں ہے...... اس میں احترام دینے کے لیے بھی مفرد اور واحد کا صیغہ ہی استعمال ہوتا ہے...... اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی ﷺ کے لیے بھی مفرد اور واحد کا صیغہ استعمال فرماتے ہیں کہ...... ﴿تَوَكَّلْ﴾...... البتہ ہم اردو میں اس کا ترجمہ اس طرح کر سکتے ہیں کہ...... اے نبی! آپ ''توکل'' اختیار کریں...... اندازہ لگائیں ''توکل'' کتنی بڑی چیز ہے کہ...... اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں نو جگہ اپنے محبوب سے فرما رہے ہیں ﴿تَوَكَّلْ﴾...... آپ ''توکل'' کریں...... اب اس صیغہ کی نو آیات کا بیان ہوگا، ان شاء اللہ

❀...❀...❀

اجتماعی معاملات کے اہم فیصلوں میں توکّل اختیار کرنا

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو...... ”توکل“ والے حکمران نصیب فرمادیں...... غزہ میں ہزاروں مسلمان شہید ہو گئے...... کسی ایک مسلمان ”حکمران“ کو بھی توفیق نہ ملی کہ...... اللہ تعالیٰ کی قدرت، طاقت اور نصرت پر یقین کرتے ہوئے...... ”اہل غزہ“ کے لیے عسکری مدد بھیج دے...... اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ نہ ہو تو دس دس لاکھ کے لشکر اور اسلحہ رکھنے والے بھی...... پلاسٹک کے بے وزن، بے قدر کھلونے بن جاتے ہیں۔

﴿تَوَكَّلْ﴾ اے محبوب نبی! آپ توکل کیجیے...... اس صیغے کی پہلی آیت ”سورۃ آل عمران میں ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۝﴾ [آل عمران:۱۵۹]

ترجمہ ”پس (اے محبوب نبی!) یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ آپ ان (اپنے ساتھیوں) کے لیے نرم دل ہیں، اور اگر آپ سخت مزاج، سخت دل ہوتے تو یہ ضرور آپ سے بکھر (اور ٹوٹ) جاتے...... پس آپ ان کے ساتھ درگزر کا معاملہ کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور کاموں میں ان سے مشورہ کریں، پھر جب آپ کسی کام کا پختہ ارادہ کر لیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل (یعنی بھروسہ) کریں، بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔“

اس آیت مبارکہ میں ”مقام توکل“ ہے...... ”اجتماعی معاملات کے اہم فیصلے“......

مسلمانوں کے حاکم، پیشوا، امیر اور سربراہ جب بھی کوئی فیصلہ کریں تو پھر اس میں اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کریں...... ڈھیلے نہ پڑیں...... پیچھے نہ ہٹیں...... جب کسی کام کا عزم کرلیا تو بس اب اللہ تعالیٰ کی طاقت کو یقین کے ساتھ اپنے ہمراہ سمجھیں اور اس کام کو مکمل کریں...... اور ''شانِ توکل'' اس آیت میں یہ ہے کہ ''توکل'' کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں......

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ﴾

اس میں ایک حکم یہ بھی فرمایا کہ آپ اپنے ''رفقاء'' سے اجتماعی کاموں اور فیصلوں میں مشورہ فرمایا کریں...... اس سے معلوم ہوا کہ ''مشورہ'' عبادت ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے...... روشنی ملتی ہے...... مگر مشورہ اور فیصلہ کا ماحول ایسا ہوتا ہے کہ اس میں نظر اپنے رفقاء کی عقلمندی اور صلاحیت پر بھی جا سکتی ہے اور اپنی عقلمندی اور صلاحیت پر بھی...... مثلاً کسی ساتھی نے بہت مدلل مشورہ دیا...... کسی کام کے حق میں دلائل دیے اور پھر فیصلہ بھی اسی مشورہ پر ہوا تو ذہن میں یہ نہ آئے کہ عقلمند کا مشورہ ہے ضرور کامیابی ملے گی...... یا رفقاء کے مشورے پسند نہیں آئے حاکم اور امیر نے ان کی رائے کے خلاف مشورہ رکھا اور اس پر ایسے دلائل دیے کہ سب مطمئن ہو گئے...... پھر اسی پر فیصلہ بھی ہو گیا تو یہ ذہن میں نہ آئے کہ میری فراست سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا...... بلکہ ہر دو صورت میں یہ دل کا یقین ہو کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے...... اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کیا...... پہلے مشورہ کیا...... پھر پکا فیصلہ کیا...... اب آگے یہ کام اللہ تعالیٰ کی قدرت، نصرت اور رحمت سے پورا ہوگا، ان شاء اللہ

بس اس کو ''توکل'' کہتے ہیں اور یہ جب کسی حاکم، امیر اور اس کے رفقاء کو نصیب ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے الٹے فیصلے بھی سیدھے فرما دیتے ہیں...... اور ساتھ اتنا بڑا انعام کہ...... اپنی محبت بھی عطاء فرماتے ہیں...... حکمرانوں اور امراء کے ساتھ ساتھ خاندانوں، اداروں اور شعبوں کے سربراہ بھی اس آیت مبارکہ سے پورا پورا فیض حاصل کریں۔

❁...❁...❁

صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کی دوسری آیت کریمہ

منافقین کی سازشوں اور شرارتوں کے مقابلے میں توکّل کرنا

اللہ تعالیٰ ”نفاق“ اور ”منافقین“ کے شر سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں۔

﴿تَوَکَّلْ﴾ اے محبوب نبی! آپ ہم پر ”توکل“ کیجیے...... ہم پر یقین اور بھروسہ رکھیے...... اس صیغے کی دوسری آیت ”سورۃ النساء“ میں ہے:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡفَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۝﴾ [النساء:۸۱]

ترجمہ ”اور وہ (منافقین) کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بات قبول کی، پھر جب وہ آپ کے ہاں سے باہر جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ رات کو جمع ہو کر آپ کی باتوں کے خلاف مشورہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ وہ سب لکھتے ہیں جو وہ سازش کرتے ہیں پس آپ ان کی پروانہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں، اور اللہ تعالیٰ کارساز کافی ہیں۔“

منافقین کون ہوتے ہیں؟...... مسلمانوں کے اندر گھسے ہوئے مسلمانوں کے دشمن...... اسلام کے دشمن...... منافقین کا فتنہ بڑا خطرناک اور سخت فتنہ ہے...... وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں...... مگر وہ کافروں کو ہی ”کامیاب“...... اور اپنے لیے ”آئیڈیل“ سمجھتے ہیں...... وہ اسلام کے احکامات سے قلبی نفرت اور دوری رکھتے ہیں...... اور ہر وقت مسلمانوں کے درمیان فتنہ اور تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں...... یہ منافقین کس طرح سے کام کرتے ہیں؟...... یہ کیا سوچتے ہیں؟...... یہ

کیسی کیسی سازشیں کرتے ہیں؟...... یہ سب قرآن مجید نے بتا دیا ہے...... ابھی جو آیت ہم نے پڑھی اس میں بھی...... ان کے ایک خاص طریقۂ کار کا تذکرہ ہے کہ...... جب وہ مسلمانوں کی مجلس میں ہوں گے تو بڑھ چڑھ کر اپنی فرمانبرداری کا اظہار اور اعلان کریں گے...... مگر پھر باہر نکل کر سازش میں لگ جائیں گے کہ...... کل کی مجلس والے اسلامی فیصلوں اور منصوبوں کو کس طرح سے روکا جائے...... کس طرح سے خراب کیا جائے...... اور مسلمانوں کو کس طرح سے بددل اور کمزور کیا جائے...... چونکہ منافق بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں...... یعنی اپنے ہی لوگ ہوتے ہیں...... تو جب معلوم ہو کہ اپنے ہی لوگ اس کام اور اس فیصلے کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں تو انسان سے...... ہمت کتنی کمزور ہوتی ہے؟...... دل کو کتنا دھچکا لگتا ہے؟...... حضور نبی کریم ﷺ کو جب معلوم ہوتا ہوگا کہ کل جو سب سے زیادہ سر ہلا ہلا کر بات سن رہے تھے، مان رہے تھے...... آج وہی اسے روکنے کی سازش کر رہے ہیں تو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی؟...... فرمایا کہ اے نبی! آپ ان کی فکر نہ کریں...... نفاق اور منافق کا علاج یہ نہیں کہ ان کی باتوں کو دل پر لیا جائے...... یا ان کو جواب دیا جائے...... یا ان کی باتوں سے بددل ہوا جائے...... علاج یہ ہے کہ آپ ''توکل'' اختیار فرمائیں...... اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے...... اسی کی مدد کو ساتھ سمجھتے ہوئے اپنا کام کرتے رہیں...... کیونکہ جس کا ''وکیل'' اللہ تعالیٰ ہو اسے نہ کوئی سازش نقصان پہنچا سکتی ہے...... اور نہ منافقین کی تدبیریں۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ...... آج کل منافقین کا بڑا زور ہے...... یہ آیت مبارکہ ان کے شر سے حفاظت کا نسخہ بتا رہی ہے کہ...... اللہ تعالیٰ پر یقین رکھ کر دین کا کام کرتے چلو...... یہ ''توکل'' جتنا پکا اور مضبوط ہوگا...... اسی قدر تمہیں کامیابی اور حفاظت ملے گی۔

اس آیت میں ''مقامِ توکل'' ہے...... منافقین کی سازشیں اور شرارتیں...... اور ''شانِ توکل'' ہے ''کفایت'' کہ اللہ تعالیٰ پورے پورے کافی ہو جائیں گے۔

❁...❁...❁

صیغہ ﴿توَكَّلْ﴾ کی تیسری آیت کریمہ

دشمنوں کے ساتھ معاملات میں توکّل کرنا

اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین رکھتے ہوئے جو کام کیا جائے اس میں ضرور کامیابی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے کوئی کام کرنا "توکل" کہلاتا ہے...... صیغہ ﴿توَكَّلْ﴾ کی تیسری آیت "سورۃ انفال" میں ہے:

﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾

[الانفال:٦١]

ترجمہ "اور اگر وہ (کفار) صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہو جائیں، اور اللہ تعالیٰ پر "توکل" (یعنی بھروسہ) کریں، وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

آیت مبارکہ میں "مقام توکل" ہے...... دشمنوں کے ساتھ معاملات...... اور "شان توکل" یہ ہے کہ "توکل" کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اور مدد ملتی ہے۔

مسلمانوں کے لیے درست نہیں کہ وہ کافروں سے صلح کی بھیک مانگیں...... لیکن اگر کافر خود صلح کی پیشکش کریں...... تو مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ وہ...... یہ پیشکش قبول کریں...... تاکہ صلح اور امن کے دنوں میں اپنی طاقت اور قوت کو خوب بڑھا سکیں...... اب اس میں خطرہ یہ ہوتا ہے کہ ممکن ہے کفار صلح کے نام پر دھوکا دے رہے ہوں...... تو اس کا علاج ارشاد فرمایا کہ...... "توکل" کریں...... اللہ تعالیٰ پر یقین رکھیں...... عجیب نسخہ ہے عجیب...... اللہ تعالیٰ پر یقین کی طاقت کا نام "توکل" ہے...... اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے جانتے ہیں...... ان سے کوئی چھپ نہیں سکتا کہ...... تمہیں دھوکا دے کر نقصان پہنچا دے...... بس اس "یقین" کی طاقت کو اپنے دل کا حال بنا لو...... تب ہر جگہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ پاؤ گے۔

❀...❀...❀

صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کی چوتھی آیت کریمہ

عبادت میں اللہ تعالیٰ پر توکُّل کرنا

اللہ تعالیٰ ''نظر'' کے دھوکے سے ہماری حفاظت فرمائیں...... انسان اگر دنیا کے ظاہری حالات ہی کو دیکھے تو دھوکا کھا جاتا ہے...... کافروں کی طاقت، کافروں کے مزے، کافروں کے عیش و آرام اور فیشن...... اور کافروں کی ترقی...... دوسری طرف مسلمانوں کی کمزوری...... تب نعوذ باللہ شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ...... کافر کامیاب جا رہے ہیں...... اور نعوذ باللہ ان کا طریقہ ٹھیک ہے...... اسی دھوکے کو قرآن مجید بار بار دور فرماتا ہے...... اور سمجھاتا ہے کہ...... کافر اور کامیابی یہ کبھی جمع نہیں ہو سکتے...... چند دن کے وقتی عیش و آرام اور اڑنے پھرنے کو کامیابی نہ سمجھو...... یہ تو بالکل فانی اور عارضی ہے، جبکہ انسان نے بہت سی منزلیں طے کرنی ہیں...... زمین اور آسمان میں جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ ''سب کچھ'' نہیں ہے...... زمین و آسمان میں بہت کچھ پوشیدہ ہے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے...... ماضی کی ساری تاریخ دیکھ لو ہر کافر ناکام ہی رہا...... اور ناکام ہی گیا...... اور اب مستقل ناکامی میں گرفتار ہے...... وہ کافر جو خود کو برحق سمجھ رہے ہیں ان سے فرمائیں کہ تم تھوڑا سا انتظار کرو...... خود اپنا زوال اور اپنا عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے...... کامیابی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہے...... اور عبادت میں ضروری ہے کہ...... اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' ہو...... یعنی یہ یقین کہ اللہ تعالیٰ عبادت کا حکم فرماتے ہیں...... اللہ تعالیٰ عبادت کی توفیق عطاء فرماتے ہیں...... اللہ تعالیٰ عبادت کو قبول فرماتے ہیں...... اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی عبادت کو ضائع نہیں فرماتے...... اور عبادت کی وجہ سے انسان کے جو کام رہ جاتے ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ پورا فرما دیتے ہیں...... اور عبادت کرنے والوں کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ ناکامی، ہلاکت اور زوال کی طرف

دھکیلتے رہتے ہیں...... صیغہ ﴿تَوَكَّلْ﴾ کی اگلی آیت کا یہ کچھ مفہوم تھا جو عرض کر دیا ہے...... اب آیت مبارکہ دیکھیں:

﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○﴾ [هود:١٢٣]

ترجمہ ”اور آسمان و زمین کی تمام پوشیدہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں (یعنی ان کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور ان کے مالک بھی اللہ تعالیٰ ہیں) اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہر چیز نے لوٹنا ہے (ہر عمل نے بھی ہر عامل نے بھی) پس آپ اسی کی عبادت کریں اور (اس میں) اسی پر توکل کریں، اور جو کچھ تم کرتے ہو آپ کا رب اس سے غافل نہیں ہے۔“

اس میں ”عبادت“...... ”مقام توکل“ ہے...... اور ”شان توکل“ یہ ہے کہ دشمنوں کو اللہ تعالیٰ زوال میں ڈال دیتے ہیں...... جو مسلمان عبادت و اطاعت میں کمزور ہیں...... وہ اس آیت مبارکہ پر غور کریں اور اس کا فیض حاصل کریں...... ”توکل“ سے عبادت میں قوت اور ترقی آتی ہے۔

❁...❁...❁

عبادت کو سمجھیں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ''عبادت'' کے لیے پیدا فرمایا ہے...... بہت ضروری ہے کہ ہم ''عبادت'' کے معنیٰ اور مفہوم کو سمجھیں...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ [ھود: ۱۲۳]

ترجمہ ''(اے محبوب نبی!) آپ اللہ تعالیٰ کی ''عبادت'' کریں اور اسی پر ''توکل'' (یعنی اعتماد اور بھروسہ) کریں۔''

''عبادت'' عربی لغت میں عاجزی اختیار کرنے کو کہتے ہیں...... یعنی کسی اور کے سامنے اُس کی بڑائی اور عظمت کے اعتراف میں...... خود کو جھکانا، گرانا، چھوٹا بنانا اور تذلّل اختیار کرنا...... اسلامی شریعت میں عبادت کا مطلب ہے:

① اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا۔

② اللہ تعالیٰ کی توحید کو ماننا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنا۔

③ عبادت نام ہے ان تمام اقوال اور اعمال کا جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اُن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں...... وہ اعمال ظاہری ہوں یا باطنی۔

خلاصہ یہ ہوا کہ...... ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پر ایمان رکھنے کے بعد...... وہ کرنا جس کا اللہ تعالیٰ نے یا آپ کے رسول ﷺ نے حکم فرمایا ہے...... اور وہ نہ کرنا جس کے نہ کرنے کا حکم فرمایا ہے...... یہ ''عبادت'' ہے...... معلوم ہوا کہ ''عبادت'' کا مفہوم اور دائرہ بہت وسیع ہے...... اور اس کے مطابق کوئی مسلمان آسانی سے روزانہ پورے چوبیس گھنٹے بھی عبادت کر سکتا

ہے......آپ اپنے ہر کام کو......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور طریقے کے مطابق کرتے جائیں......وہ کام عبادت بن جائے گا......اور اس سے آپ کو اللہ تعالیٰ کا قُرب ملے گا......
پھر عبادت میں کچھ فرائض ہیں......کچھ واجبات ہیں......اور کچھ سنن اور نوافل ہیں۔

فرائض اور واجبات کا مکمل اہتمام......فرض اور واجب ہے......اس میں سستی اور غفلت بہت خطرناک ہے......اور ایمان کے لیے بھی سخت نقصان دہ ہے......اس لیے ہر مسلمان پہلی فکر اور کوشش یہ کرے کہ......''فرض عبادات'' کو اپنے دل و جان اور جسم اور روح کا ہمیشہ کے لیے حصّہ بنالے......اور نوافل وغیرہ میں ایسا مشغول نہ ہو کہ فرائض و واجبات میں کمزوری یا تھکاوٹ آنے لگے......یاد رکھیں! ''عبادت'' میں تین چیزیں لازمی ہیں:

① محبت

② عاجزی

③ خوف

(اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے۔)

گزارش

بات تو ''توکل'' کی چل رہی تھی مگر اسی کے ساتھ ''عبادت'' کا تذکرہ آگیا تو کچھ وضاحت ضروری محسوس ہوئی......کیونکہ ''عبادت'' ہی ہماری زندگی کا مقصد ہے......اور ہماری جہادی محنت......دعوتی محنت......اور مہمات......سب اللہ تعالیٰ کی ''عبادت'' کے لیے ہیں......اور عبادت میں ترقی ''توکل'' سے ملتی ہے......اور ''توکل'' خود ایک بہت بڑی عبادت ہے......قلبی عبادت، باطنی عبادت......اس لیے اگلے صفحات میں ''عبادت'' کے بارے مزید گفتگو کرتے ہیں......پھر ''توکل'' کے موضوع کی طرف لوٹ آئیں گے، ان شاء اللہ۔

❀...❀...❀

معمولات میں مضبوطی کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا ''عبادت'' ہے......رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ''فرمانبرداری'' بھی اللہ تعالیٰ کی ''فرمانبرداری'' ہے......اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو جناب حضور نبی کریم ﷺ کے طریقے پر پورا کرنا ''عبادت'' ہے......مگر ''عبادت'' کوئی بوجھ، کوئی ٹیکس یا کوئی زبردستی والی مشقت نہیں ہے......اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت فرماتے ہیں......اسی ''محبت'' کے اظہار کے لیے اُسے ''کامیابی'' والے طریقے بتاتے ہیں......تو اب وفادار بندے کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے خالق و مالک و رازق کی محبت کو محسوس کرے......اور اس سے قریب ہونے کی خواہش رکھے......اس لیے اصل ''عبادت'' وہ ہوتی ہے جس میں محبت ہو......جو کچھ بوجھ سمجھ کر کیا جائے وہ تو بس بوجھ ہی رہتا ہے......اللہ تعالیٰ عظیم ہیں، اکبر ہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ بندے کی عبادت میں عاجزی ہو......ہر بندے نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور حساب دینا ہے......اور ہماری ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے تو اس لیے ''عبادت'' میں کسی قدر خشوع اور خوف بھی ہو......ویسے ہر ''عبادت'' کی ''قبولیت'' کے لیے دو شرطیں ہیں:

(۱) عبادت ''اخلاص'' کے ساتھ ہو......یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو اور اس میں شرک یا ریاکاری اور دکھلاوا نہ ہو۔

(۲) عبادت ''شریعت'' کے طریقے پر ہو، احکام شرع کے مطابق ہو۔

یہ دو شرطیں تو لازمی ہیں......باقی اوپر جو تین چیزیں عرض کی ہیں وہ ''عبادت'' کو ''حقیقی عبادت'' بناتی ہیں:

(۱) محبت (۲) عاجزی (۳) خشوع، خوف یا خشیت

معمولات اور نفل عبادت کے بارے میں ایک اہم نکتہ سمجھ لیں ...... بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم فلاں معمول ...... یا فلاں عبادت اس لیے شروع نہیں کر رہے کہ پھر اس پر پابندی مشکل ہو گی ...... مثلاً بارہ سو بار کلمہ طیبہ کا ورد ...... یا تہجد کی نماز ...... ایسے لوگوں سے سوال یہ ہے کہ آپ کو کس نے کہا ہے کہ ...... ان چیزوں کی پابندی ضروری ہے؟ ...... یہ چیزیں تو نفل عبادت ہیں ...... اور نفل عبادات محبت کے جذبے سے ہوتی ہے ...... آپ کو آج وقت مل گیا آپ دل لگا کر کلمہ طیبہ پڑھیں ...... کل کی فکر میں آج کیوں محروم ہو رہے ہیں ...... کل ٹائم نہ ملا تو نہ پڑھیے گا ...... کوئی گناہ نہیں ہو گا ...... آج رات تہجد مل رہی ہے مزے کیجیے ...... خصوصی مناجات کا فیض حاصل کیجیے ...... کل نہ اٹھ سکے تو اس سے آپ کی پچھلی تہجد ضائع نہیں ہو گی ...... یہ دراصل شیطان کا دھوکہ ہوتا ہے ...... وہ ہمیشہ آگے کی باتوں سے ڈرا کر ہمارا ''آج'' خراب کرتا ہے ...... ورنہ معمولات اور عبادات ایسی نعمتیں ہیں کہ ...... ان کو شروع کرنے سے یہ نعمتیں مستقل اور ہمیشہ ملنا شروع ہو جاتی ہیں ...... آپ مغرب کے بعد نوافل پڑھیں ...... عشاء کے بعد آپ کو خود نوافل کی توفیق مل جائے گی ...... ایک نیکی دوسری نیکی کو کھینچتی ہے ...... حقیقت یہی ہے کہ آپ عبادت میں جس قدر اضافہ کرتے جائیں گے ...... آپ کے اوقات، آپ کی ہمت اور آپ کی توفیق اسی قدر بڑھتی جائے گی ...... لیکن پھر بھی ذہن میں یہی رکھیں کہ نفل، نفل ہوتا ہے ...... فرض نہیں بنتا ...... جب موقع ملے ڈٹ کر معمولات کریں ...... جب نہ ملے پریشان نہ ہوں ...... اور بوجھ بنا کر نہ کریں ...... جب ہو جائیں شکر ادا کیا کریں ...... جب رہ جائیں تو آہیں نہ بھرتے پھرا کریں ...... ہاں! فرض چھوٹ جائے تو بے شک چیخیں ماریں ...... مگر معمولات اور نفل کے میدان کو بس ''میدان محبت'' ہی رہنے دیں ...... انہیں مشقت والے رسّے نہ بنائیں ...... اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' اور یقین رکھیں کہ وہ توفیق عطاء فرمائیں گے ...... یہ یقین یعنی توکل جتنا پکا اور سچا ہوتا جائے گا ...... آپ کی عبادت، آپ کے ذکر اور آپ کے معمولات میں اتنا نکھار آتا جائے گا۔

❀...❀...❀

صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کی پانچویں آیت کریمہ

”دعوت الی اللہ“ میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا

اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کرنے والے مخلوق کے محتاج نہیں ہوتے......صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کی اگلی آیت دیکھیں:

﴿وَتَوَکَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۝﴾ [الفرقان:۵۸]

ترجمہ ”اور (اے محبوب نبی!) آپ توکل (یعنی بھروسہ) کیجیے ہمیشہ زندہ رہنے والے (رب) پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور آپ اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیجیے، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے مکمل باخبر ہے۔“

یہ عجیب کیفیت طاری کر دینے والی آیت مبارکہ ہے۔

﴿وَتَوَکَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ﴾

کتنی تاکید، کتنی محبت اور کتنی دلیل کے ساتھ......اللہ تعالیٰ ”توکل“ کی طرف بلا رہے ہیں...... فرماتے ہیں آپ بھروسہ کیجیے، توکل کیجیے......اس ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جو کبھی نہیں مرے گا......اس آیت سے پہلے والی آیت میں ارشاد ہے کہ......سب کو بتا دیجیے کہ......میں جو تمہیں دین کی طرف بلا رہا ہوں......تمہیں دعوت دے رہا ہوں......اس پر میں تم سے کوئی اجر، کوئی معاوضہ اور کوئی بدلہ نہیں مانگتا......دعوت کا اتنا عظیم کام......پورے عالم کی ذمہ داری......اور یہ اعلان کہ

مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے......تو پھر مدد کون کرے گا؟......اسباب کون فراہم کرے گا؟......کام آگے کیسے بڑھے گا؟......اپنی ضروریات کیسے پوری ہوں گی؟......فرمایا کہ اس کے لیے آپ ''توکل'' کیجیے......اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیجیے......دنیا کے سارے سہارے فانی ہیں......جبکہ اللہ تعالیٰ ''الباقی'' ہیں......ہمیشہ زندہ رہنے والے......وہ ہر وقت سنتے ہیں اور ہر وقت مدد فرما سکتے ہیں......امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس آیت مبارکہ میں سمجھایا گیا کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کریں، اور توکل صرف اللہ تعالیٰ پر کریں، نہ عبادت میں کسی کو شریک بنانا جائز......نہ ''توکل'' میں کسی کو شریک بنانا جائز۔'' [ابن كثير۔ج:٦،ص:١١٩، ناشر:دار طيبة]

اس آیت میں ''مقام توکل''......''دعوت الی اللہ'' ہے......کہ آپ خود کو دین کے لیے......دین کی دعوت کے لیے وقف کر دیں......اور اپنے تمام احوال اور تمام ضروریات میں اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' یعنی بھروسہ کریں......اور ''شان توکل'' اس میں یہ ہے کہ......توکل کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کے بوجھ کو ہلکا فرما دیں گے......وہ آپ کو کسی کا محتاج نہیں فرمائیں گے......اور اپنے بندوں کے گناہوں سے وہ اچھی طرح واقف ہیں......ان کے گناہوں کی ذمہ داری اور گناہوں کے اثرات سے آپ کو محفوظ رکھا جائے گا۔

❀...❀...❀

بیماری اور تنگدستی کا انمول علاج

اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرنے والوں کے لیے...... بڑے سے بڑا کام بھی آسان ہو جاتا ہے...... اسے ایک بالکل واضح مثال سے سمجھیں...... بعض روایات میں آیا ہے کہ لوگوں کو اگر رمضان المبارک کی اصل حقیقت دکھلا دی جائے تو وہ تمنا کریں گے کہ پورا سال ''رمضان'' ہی رہے۔

[شعب الایمان - رقم الحدیث:۳۳۶۱، ط: مکتبة الرشد، الریاض]

اب آپ مسلمانوں میں دیکھیں...... آپ کو ایسے مسلمان مل جائیں گے جن کے لیے پورا سال روزہ رکھنا کوئی پریشانی کی بات نہیں...... وہ بخوشی اس کے لیے تیار ہو جائیں گے، کیونکہ ان کا بھروسہ اور اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے...... وہ سوچتے ہیں کہ روزہ تو اللہ تعالیٰ نے رکھوانا ہے...... اور اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں کہ وہ ہمارے لیے روزہ آسان فرما دیں...... اللہ تعالیٰ جس کو جس چیز کی قوت دینا چاہیں...... عطاء فرما دیتے ہیں...... یہ تو ہوا ''اہل توکل'' کا حال...... جبکہ دوسری طرف ایسے لوگ بھی بے شمار ہیں...... جن کو رمضان کے روزے بھی بہت مشکل نظر آتے ہیں...... کیونکہ ان کی نظر اپنے اوپر ہوتی ہے...... اللہ تعالیٰ پر نہیں...... بس ''توجہ'' کے پھرنے سے اتنا بڑا فرق سامنے آجاتا ہے...... اللہ تعالیٰ سے جو جیسا گمان رکھتا ہے...... اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے...... گذشتہ عنوان کے تحت ہم نے جو آیت مبارکہ پڑھی:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ﴾

اس آیت مبارکہ اور سورۃ بنی اسرائیل کی آخری آیت پر مشتمل ایک مسنون دعاء وارد ہوئی ہے...... ماشاء اللہ بہت کمال کی دعاء ہے...... اور ان افراد کے لیے انمول تحفہ ہے جن کو بیماری

اور تنگدستی نے بری طرح سے گھیر رکھا ہو...... پوری روایت مسند ابی یعلیٰ اور ابن السنی میں موجود ہے......سند اگرچہ ضعیف ہے مگر فضائل کے باب سے ہے......اور فضیلت یہ بیان فرمائی ہے کہ ان کلمات کو پڑھنے سے......تنگدستی اور بیماری دونوں دور ہو جاتے ہیں......بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا عمل بھی بتایا کہ انہوں نے یہ کلمات روزانہ پڑھنے کا معمول بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت بہت بہتر فرمادی......دعاء یہ ہے:

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا

[مسند ابی یعلیٰ - رقم الحدیث:۶۶۷۱ ، ط:دار المأمون للتراث - دمشق]

تفسیر ''الدر المنثور'' میں اس دعاء کے اور فضائل بھی مذکور ہیں......اور اس دعاء میں جو دوسری آیت مبارکہ ہے......وہ ''آیۃ العِزّ'' ہے......یعنی عزت والی آیت......بیمار، تنگدست اور پریشان حال مسلمان اس عظیم دعاء کو غنیمت سمجھیں......اس دعاء کا آغاز ''توکل'' کے نعرے سے ہو رہا ہے کہ میں نے ''توکل'' کیا......ہمیشہ زندہ رہنے والے رب پر۔

❀...❀...❀

صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کی چھٹی آیت کریمہ

دین کی وسیع محنت میں توکُّل کرنا

اللہ تعالیٰ پر یقین...... اللہ تعالیٰ پر اعتماد...... اللہ تعالیٰ سے حسن ظن...... اور اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم پر نظر...... ان سب چیزوں کو دل و دماغ میں لے کر کوئی کام کرنے کو ''توکل علی اللہ'' کہتے ہیں...... صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کی اگلی آیت سورۃ الشعراء میں ہے:

﴿وَتَوَکَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِیْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝﴾ [الشعراء:۲۱۷تا۲۱۹]

ترجمہ ''اور آپ توکل کیجیے اس پر جو غالب، مہربان ہے، جو آپ کو جب آپ تہجد کے لیے اٹھتے ہیں دیکھتا ہے، اور نمازیوں کے ساتھ آپ کے رکوع وسجود کو بھی دیکھتا ہے۔''

ایک بندے کے پاس...... اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے کے لیے...... سب سے بڑی طاقت کون سی ہے؟...... وہ طاقت ہے اللہ تعالیٰ پر اعتماد...... اللہ تعالیٰ پر بھروسہ...... اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا...... اسی لیے اپنے محبوب ﷺ کو حکم فرمایا کہ:

﴿وَتَوَکَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾

آپ بھروسہ کریں اس اللہ تعالیٰ پر جو غالب ہے، زبردست ہے اور مہربان ہے...... اس سے پچھلی آیات میں حکم فرمایا تھا کہ...... اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کر دین کی دعوت دیں...... اور ایمان والوں کے لیے نرمی اختیار فرمائیں...... اور نافرمانوں سے کہہ دیں کہ میں تمہارے کرتوتوں سے بری ہوں...... یہ سارے کام آپ کے لیے آسان ہوجائیں گے

جب آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں گے......وہ زبردست غالب بھی ہے اور مہربان بھی......اور آپ کا ہر عمل اس کے سامنے ہے......وہ آپ کو کسی وقت اکیلا، تنہا اور بے بس نہیں چھوڑے گا......اس میں ''مقام توکل'' دین کی وسیع محنت ہے......اور ''شان توکل'' اللہ تعالیٰ کی خصوصی، طاقتور اور مہربان توجہ کا نصیب ہونا ہے۔

......*

عالی شان اعزاز

اللہ تعالیٰ پر سب سے زیادہ اور سب سے مضبوط ''توکل''...... حضرت آقا محمد مدنی ﷺ نے کیا...... آپ قیامت تک کے زمانے کا بوجھ اپنے کندھوں پر اکیلے اٹھا کر...... ''غارِ حرا'' سے تشریف لائے...... صرف اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر...... آپ نے اپنے خاندان، تمام قریش اور اہل مکہ کے سامنے کھل کر ان کے بتوں کی مذمت فرمائی اور توحید کی دعوت دی...... صرف اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' فرماتے ہوئے...... اور ایک سو جنگجو ننگی تلواریں لے کر آپ کے گھر کے باہر کھڑے تھے...... آپ اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرتے ہوئے بے خوف ان کے درمیان سے گزر گئے...... آپ نے ''غارِ ثور'' میں دشمنوں کو غار کے منہ پر دیکھ لیا مگر آپ کا ''یقین'' اور ''توکل'' ایک لمحے کے لیے کمزور نہ ہوا اور آپ نے اطمینان سے فرمایا:

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [صحیح بخاری۔رقم الحدیث:۳۶۵۲،ط:دارطوق النجاۃ۔بیروت]

ابو بکر! پریشان نہ ہوں...... اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں...... اور پھر اس خوفناک جگہ آپ ﷺ نے نیند بھی فرمالی...... وہ قصہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ ایک بار آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما تھے...... ایک دشمن وہاں پہنچ گیا، اس نے آپ کی تلوار اٹھالی اور جگا کر کہنے لگا...... اب کون آپ کو بچائے گا؟...... آپ ﷺ نے نہایت اطمینان سے فرمایا...... اللہ...... نہ کوئی خوف نہ کوئی خدشہ، نہ کوئی دہشت...... سخت جنگوں کے درمیان آپ ﷺ اس اطمینان سے لڑتے اور آگے بڑھتے کہ بہادر ترین صحابہ بھی آپ کی اوٹ لیتے تھے...... بارہا آپ ﷺ کے پاس ایک لقمہ اور کھجور کا ایک دانہ تک نہیں ہوتا تھا جبکہ...... گیارہ گھروں کی ذمہ داری آپ پر تھی...... مجال ہے

کوئی فکر یا پریشانی ہوئی ہو اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجلاس بلا کر اپنی معیشت اور خرچے کا مسئلہ اٹھایا ہو...... آپ ﷺ کے اس قدر عالی شان ”توکل“ کے باوجود قرآن مجید میں نو جگہ...... اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو براہ راست مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ...... آپ اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کیجیے...... اس سے معلوم ہوا کہ ”توکل“ بہت عالی شان مقام ہے...... اور اس میں جس قدر کوئی ترقی کرنا چاہے کر سکتا ہے...... ”توکل“ وہ نہیں جو ہمارے ہاں سمجھا جاتا ہے کہ...... بھائی ہاتھ میں کچھ نہیں بس مجبوری ہے ”توکل“ کرو...... ایسا بالکل نہیں...... بلکہ ”توکل“ تو اللہ تعالیٰ کی طاقت کو اپنے ساتھ لینے کا طریقہ ہے...... چونکہ یہ بہت عالی شان اعزاز اور مقام ہے تو...... اپنے محبوب نبی کو بار بار اس کی تلقین فرمائی جارہی ہے...... اور اس سے مقصد آپ ﷺ کی شان کو مزید اونچا کرنا اور بڑھانا ہے۔

❀...❀...❀

صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کی ساتویں آیت کریمہ

مایوس کن حالات میں اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنا

اللہ تعالیٰ ہمیں ''توکل'' کی خصوصی شان نصیب فرمائیں......صیغہ ﴿تَوَکَّلْ﴾ کی اگلی آیت سورۃ النمل میں ہے......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ﴾ [النمل:۷۹]

ترجمہ ''پس (اے محبوب نبی!) آپ اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کریں، بے شک آپ واضح حق پر ہیں۔''

اس آیت مبارکہ سے پہلے کی آیات پڑھیں......معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ ...... کس درد، کڑھن، تکلیف اور مشکل میں دین کا کام فرما رہے تھے......ایک طرف یہ غم اور دکھ تھا کہ لوگ ایمان قبول نہیں کر رہے......اکثر لوگ دعوت کو ٹھکرا چکے تھے......اور معاشرے کے طاقتور لوگ دشمنی پر اتر آئے تھے......اور وہ آپ ﷺ کے خلاف ہر وقت طرح طرح کی سازشیں کر رہے تھے......کئی لوگ پوچھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کب پورے ہوں گے؟......فی الحال تو دور دور تک ان کے پورا ہونے کا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا......اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے امید تھی کہ وہ اس دعوت پر لبیک کہیں گے......مگر وہاں سے بھی کوئی مثبت بات سامنے نہ آئی......ایسے حالات میں جب اندھیرا ہی اندھیرا تھا......انکار ہی انکار تھا......تنہائی ہی تنہائی تھی......بس چند افراد نے دعوت قبول کی......اور یہ تھوڑے سے افراد بھی طرح طرح کے مظالم کا شکار تھے......تب عرش سے آواز آئی...... ﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾......اے محبوب! آپ اللہ تعالیٰ پر یقین، اعتماد اور بھروسہ

رکھیں......بے شک آپ بالکل صریح اور واضح حق پر ہیں...... مشکل حالات میں یہی دو فکریں ہوتی ہیں......کیا ہم واقعی حق پر ہیں؟ کیونکہ ہر طرف مخالفت ہی مخالفت نظر آتی ہے......اور دوسری فکر یہ کہ......یہ سارے مسائل کیسے حل ہوں گے؟......فرمایا......آپ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھیں...... سارے مسائل وہ حل فرمائیں گے......اور مخالفت سے غمگین نہ ہوں آپ بے شک حق پر ہیں...... کیا یہود اور کیا نصاریٰ......کیا مخالفین اور کیا دشمن......یہ سب یا ختم ہو جائیں گے یا دب جائیں گے......آپ اپنا کام کریں......قبول نہ کرنے والوں کا گناہ آپ کے سر نہیں......اور ان کی سازشیں آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی۔

اس آیت مبارکہ میں ''مقام توکل'' یہ ہے کہ مایوس کن حالات میں اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کیا جائے......اور ''شان توکل'' یہ ہے کہ ''توکل'' اہل حق کی نشانی اور اہل حق کا ''وظیفہ'' ہے۔

❁...❁...❁

اللہ تعالیٰ پر توکُّل کے ثمرات

اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرنا...... اس وقت جب مقابلہ کفار اور منافقین سے ہو...... یہ ''توکل'' کا اہم ترین مقام اور موقع ہوتا ہے اور اس ''توکل'' کے بہت وسیع اور حیران کن نتائج ظاہر ہوتے ہیں...... امریکہ کے نامور مصنف، مشہور صحافی اور سابق پادری ''جیفری شان کنگ'' اور ان کی اہلیہ محترمہ نے اسلام قبول کرلیا ہے...... وہ کہتے ہیں کہ غزہ والوں کی قربانی اور استقامت دیکھ کر اسلام ہمارے دل میں اتر گیا...... اہل غزہ نے کفار کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کیا تو اس کے نتائج آج ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد، توکل اور بھروسے کے ثمرات ہیں کہ یہودی سو سال پیچھے جا گرے ہیں...... کھربوں ڈالر سے تیار کردہ ان کے منصوبے خاک میں مل گئے ہیں...... بے شمار لوگ تیزی سے اسلام قبول کر رہے ہیں...... اور دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں نئی جان پڑ گئی ہے...... قرآن مجید کی ''سورۃ الاحزاب'' میں دو جگہ حضرت آقا محمد مدنی ﷺ کو خطاب فرما کر ''توکل'' کا حکم سنایا گیا اور دونوں مقامات پر یہ ''توکل'' کفار اور منافقین کے مقابلے میں آیا ہے...... کفار اور منافقین کی پہلی کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو دین اسلام سے ہٹا دیں...... لیکن یہ کوشش زیادہ کامیاب نہیں ہوتی...... تب ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو پورا اور مکمل مسلمان نہ رہنے دیں اور ان کے اندر سے ''دینی غیرت'' نکال دیں...... اس کے لیے وہ ہر سطح پر دباؤ بنانے کی کوشش کرتے ہیں...... وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان دین کی بعض باتوں کو چھوڑ دیں تاکہ وہ پورے اور پکے مسلمان نہ رہیں...... پھر ایسے مسلمانوں کو دبانا، غلام بنانا اور اپنے نیچے لگانا ان کے لیے آسان ہو جاتا ہے...... اسی لیے قرآن مجید نے بار بار تنبیہ فرمائی کہ......

اے مسلمانو! تم کفار اور منافقین کی بات نہ مانو...... ان سے نہ دبو...... ان سے دوستی اور یاری نہ کرو۔

کفار ومنافقین کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

① ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ [الاحزاب:۳]

ترجمہ "اور (اے محبوب نبی!) آپ بھروسہ رکھیں اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کافی ہے کام بنانے والا۔"

② ﴿وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ [الاحزاب:۴۸]

ترجمہ "اور آپ کہنا نہ مانیے منکروں کا اور دغا بازوں کا اور پروا نہ کیجیے ان کے ستانے کی اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیجیے، اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہیں کہ اپنے سارے معاملات ان کے سپرد کیے جائیں۔"

گزارش

آپ سب سے عاجزانہ اور دردمندانہ گزارش ہے کہ...... ان دو آیات پر اچھی طرح غور کریں...... ان کو سمجھیں...... اور ان کو اپنے دل کا نظریہ بنائیں...... کیونکہ آج امت مسلمہ کی اکثریت ان آیات پر عمل چھوڑ چکی ہے...... اور اب تو ایسے طبقے بھی وجود میں آچکے ہیں جو مسلمانوں کو باقاعدہ کفار اور منافقین کی فرمانبرداری کی دعوت دیتے ہیں۔

سمجھنے کا طریقہ

ان دونوں آیات کو سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دونوں آیات کے سیاق وسباق کو دیکھیں...... یعنی ان سے پہلے اور بعد والی چند آیات بھی ساتھ پڑھیں...... حضورنبی کریم ﷺ تو کبھی بھی کافروں اور منافقوں کی بات ماننے والے نہیں تھے...... دراصل یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے امت کو دیا جارہا ہے...... اور اس حکم میں مسلمانوں کی ترقی کا راز پوشیدہ ہے...... آج جو امت پر ہر طرح سے زوال نظر آرہا ہے...... اس کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ کافروں اور منافقوں کی سنی جارہی ہے، مانی جارہی ہے...... اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسے کا نام ونشان نہیں ہے...... کافروں کو ہی سب کچھ سمجھا جارہا ہے۔ (نعوذ باللہ)

ہم کیا کرسکتے ہیں؟

لوگ پوچھتے ہیں کہ اب تو کفار غالب آچکے ہیں...... اور دنیا میں اپنا قانون نافذ کر چکے ہیں...... ساری دنیا ان کی اور ان کے مالیاتی اداروں کی غلام ہے تو ہم اکیلے کیا کرسکتے ہیں؟...... جواب یہی ہے کہ...... ہم اپنے دل و دماغ سے کفار کی طاقت کا رعب نکالیں...... اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کا یقین دل میں بھریں...... اور اللہ تعالیٰ پر یقین اور بھروسہ رکھتے ہوئے...... کفر کی غلامی سے نکلنے کا سلسلہ شروع کریں...... تب ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ...... طاقت کچھ نہیں تھی صرف شیطانی رعب اور ہوّا تھا...... جبکہ اصل قدرت وطاقت اللہ تعالیٰ کی ہے...... مگر اس قدرت کا فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو اس پر یقین اور توکل رکھتے ہیں۔

❁...❁...❁

کوئی کافر کامیاب نہیں

اللہ تعالیٰ قسمیں کھا کر بتاتے ہیں کہ......قیامت ضرور آئے گی......آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے......دنیا فانی ہے......دنیا کی زندگی دھوکے کا گھر ہے......اور ایمان والوں کو آخرت میں دائمی نعمتیں ملیں گی......مگر اپنے رب کے بار بار فرمانے اور سمجھانے کے باوجود......ہمارے دلوں سے نہ دنیا نکلتی ہے......اور نہ آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے......روز جنازے اٹھتے ہیں......قبرستانوں میں جگہ تنگ پڑ گئی ہے......اخبار کے ایک ایک صفحے پر روزانہ سینکڑوں افراد کے مرنے کی خبریں ہوتی ہیں......مگر مجال ہے کہ ہم پر اس کا کچھ اثر ہو اور ہم اپنے دنیا کے منصوبے کم کر کے آخرت کی تیاری اور فکر کریں۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ......دنیا آخرت کے مقابلے میں بالکل بے قیمت اور بے قدر ہے......دنیا کی قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہاں کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی تک نہ دیتے......مگر چونکہ دنیا بے قیمت ہے، بے قدر ہے تو یہ کافروں کو زیادہ ملتی ہے......ان کے لیے آخرت میں سوائے عذاب کے کچھ نہیں تو دنیا میں وہ عیش و عشرت پاتے ہیں......جو کہ آخرت کی زندگی کے مقابلے میں چند منٹ کے برابر بھی نہیں......لیکن مسلمانوں میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل نہیں رکھتے وہ......کافروں کے ظاہری عیش و آرام کو دیکھ کر انہیں کامیاب سمجھنا شروع کر دیتے ہیں......جب وہ انہیں کامیاب سمجھتے ہیں تو پھر ان کی باتوں کو بھی مانتے ہیں......اور یوں وہ دین اسلام کی برکتوں اور بلندیوں سے محروم ہوتے چلے جاتے ہیں......کافروں کے پاس تو ہر زمانے میں دنیا

بہت ہوتی ہے...... حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں دنیا کی ساری حکومت اور دولت کافروں کے پاس تھی...... صرف چند غریب افراد حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے تھے...... مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہی چند افراد کامیاب تھے...... اب بھی کامیابی میں ہیں...... اور آخرت میں بھی دائمی کامیابی پائیں گے...... جبکہ اہل حکومت، اہل دولت کافر ناکام تھے...... ناکام مرے...... ناکام پڑے ہیں...... اور دائمی ناکامی میں گریں گے...... چنانچہ کسی مسلمان کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی بھی کافر کو کبھی کامیاب سمجھے...... یا اس سے متأثر ہو...... یا اس کے طور طریقوں کو اپنائے...... یا دین کے بارے میں اس کی باتوں کو مانے۔

❀...❀...❀

بھروسہ کے لائق صرف "اللہ"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [المؤمنون:۱۱۷]

ترجمہ "یہ پکی اور یقینی بات ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے۔"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرہ:۸۹]

ترجمہ "اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے کافروں پر۔"

قرآن مجید میں اس موضوع کی آیات سینکڑوں کی تعداد میں ہیں...... پھر اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کی تعریف فرمائی ہے جو کفار سے لڑتے ہیں...... یا ان کے بارے میں سخت ہیں...... اب اتنی آیات کے بعد بھی مسلمان اگر کافروں اور منافقوں سے یاریاں کریں...... ان کو اپنا آئیڈیل سمجھیں...... ان کو "معزز" سمجھیں...... ان کو "فرسٹ ورلڈ" قرار دیں...... تو یہ سب بہت خسارے کی بات ہے...... بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو دنیا میں طاقت، عیش اور قوت دیتے ہیں...... مگر انہیں عزت، بقاء اور کامیابی نہیں دیتے...... جبکہ مسلمانوں کو دنیا میں "یقین" اور "توکل" عطاء فرماتے ہیں...... اور "توکل" کی طاقت سے مسلمان دنیا پر بھی چھا جاتے ہیں اور آخرت میں بھی کامیاب ہوتے ہیں...... سورۃ احزاب کی "توکل" والی دو آیات پر "تفسیر عثمانی" کی تقریر ملاحظہ کریں:

"یعنی جیسے اب تک معمول رہا ہے...... آئندہ بھی ہمیشہ ایک اللہ سے ڈرتے رہیے......

اور کافروں اور منافقوں کا کبھی کہا نہ مانیے...... یہ سب مل کر خواہ کتنا ہی بڑا جتھا (یعنی اتحادی لشکر، عسکری، مالی، سیاسی اتحاد) بنالیں، سازشیں کریں، جھوٹے مطالبات منوانا چاہیں، عیارانہ مشورے دیں، اپنی طرف جھکانا چاہیں...... آپ اصلاً پروانہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر پاس نہ آنے دیجیے...... اسی اکیلے پروردگار کی بات مانیے...... اسی کے آگے جھکیے...... خواہ ساری مخلوق اکٹھی ہو کر آجائے اس کے خلاف ہرگز کسی کی بات نہ سنیں...... جب تم اس کے حکم پر چلتے رہو گے اور اسی پر بھروسہ رکھو گے (تو)...... تمہارے سارے کام اپنی قدرت سے بنادے گا...... تنہا اسی کی ذات بھروسہ کرنے کے لائق ہے...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں...... ”کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانا اور پیغمبر کو صرف اللہ پر بھروسہ ہے...... اس سے زیادہ دانا کون؟“

[تفسیر عثمانی، ج:۳، ص:۱۱۱، ط: دارالاشاعت کراچی]

❀...❀...❀

نظریہ....اور....معاملہ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ''یقین'' اور ''توکل'' کے ذریعہ کامیاب فرماتے ہیں ......مکہ مکرمہ میں مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کیا......ہجرت پر نکلے ...... اللہ تعالیٰ نے ان کو ''مدینہ منورہ'' عطاء فرما دیا...... پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ پر ''یقین'' اور ''توکل'' کیا ''جہاد'' پر نکلے تو پورے جزیرۃ العرب کا نقشہ پلٹ گیا......مکہ کے حاکم کفار ذلیل و ناکام ہو گئے ......مدینہ منورہ کی منافق اشرافیہ ذلیل و رسوا ہوگئی...... زمانۂ دراز سے لوگوں کو اپنے مال سے غلام بنانے اور آپس میں لڑوانے والے یہودی ذلیل و رسوا ہو گئے...... پورے ملک عرب میں اسلام چھا گیا......مسلمان غالب آ گئے۔

اگر یہ مسلمان زمانے کے حالات دیکھتے رہتے ...... دنیا کے ساتھ چلنے کی باتیں کرتے رہتے ......کفر کی حکومت میں اپنے لیے عافیت کے گوشے ڈھونڈتے رہتے تو...... اسلام آگے نہ بڑھتا......مسلمان غالب نہ ہوتے...... انہوں نے کفار و منافقین سے دشمنی مول لی...... اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالا...... اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور بھروسہ کیا...... اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر مکمل اعتبار کیا......تب مکہ مکرمہ بھی واپس مل گیا...... اور دیکھتے ہی دیکھتے صرف تیس سال میں ...... اسلام دنیا پر چھا گیا...... اور مسلمان دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن گئے......خلاصہ ان مبارک آیات کا یہ ہوا کہ......کفار کو کبھی کامیاب نہیں سمجھنا...... کفار کی کبھی فرمانبرداری نہیں کرنی......منافقین کے ستانے سے اپنا دین اور جہاد نہیں چھوڑنا......کفار و منافقین کی ظاہری ترقی دیکھ کر کبھی مرعوب اور متأثر نہیں ہونا...... یہ تو ہوا

نظریہ اور عقیدہ...... باقی رہا کفار کے ساتھ معاملہ تو وہ حالات کے تحت مختلف ہوگا...... جو کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں...... اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں......گستاخیاں کرتے ہیں......سازشیں اور شرارتیں کرتے ہیں...... ان سے سخت نفرت اور دشمنی رکھنی لازمی ہوگی...... جو کفار مسلمانوں سے نہیں لڑتے......کوئی اور شرارت یا سازش بھی نہیں کرتے تو ان کے ساتھ حسن سلوک اس نیت سے ہوگا کہ وہ اسلام قبول کرلیں...... جو کافر طاقتور ہیں، مالدار ہیں...... ان کے سامنے مستغنی، باعزت اور باوقار رہنا ہوگا...... جو غریب ہیں اور مسلمانوں کے لیے بے ضرر ہیں...... ان کے ساتھ بہت اچھا معاملہ کرنا ہوگا......تاکہ وہ کفر کی ذلت و ناکامی سے نکل کر اسلام کی عزت اور کامیابی میں آجائیں...... اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ’’توکل‘‘ کی عظیم نعمت نصیب فرمائیں...... حضرت آقا محمد مدنی ﷺ ’’سراپا توکل‘‘ تھے...... پھر بھی قرآن میں ان کو بار بار ’’توکل‘‘ کی یاددہانی کرائی جارہی ہے...... جبکہ ایک ہم ہیں......شاید ’’توکل‘‘ کی خوشبو سے بھی محروم۔

❀...❀...❀

دھمکیوں کے جواب میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کمال درجے کی فصاحت عطاء فرمائی تھی......اسی لیے حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''خطیب الانبیاء'' بھی کہا جاتا ہے......قرآن مجید میں بتایا گیا کہ......حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''اہل مدین'' کی طرف بھیجا گیا:

﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ [الاعراف:۸۵]

جب کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں آپ کی قوم کا نام ''اصحاب ایکہ'' مذکور ہے......اب سوال یہ ہے کہ ''اصحاب مدین'' اور ''اصحاب ایکہ'' ایک ہی قوم ہیں یا الگ الگ دو قومیں ہیں؟......یہ ایک تفسیری بحث ہے جسے فی الحال چھوڑ دیتے ہیں۔

یہ ایک قوم یا دونوں قومیں......سرمایہ کاری کے جنون میں مبتلاء تھیں......تجارتی خیانت......تجارتی حیلے......ناپ تول میں کمی......اور مال جمع کرنے کا حد سے بڑھا ہوا جنون۔

ان کی تجارتی ذہنیت آج کل کے سرمایہ داروں سے ملتی جلتی تھی......اور مال جمع کرنا ہی ان کے نزدیک سب سے بڑی کامیابی تھی......ایک طرف ان کا کفر......اور دوسری طرف مال سے ان کی بے حد محبت......ان دو خرابیوں نے جمع ہو کر ان کو ''حیوان'' بنا دیا تھا......حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو توحید کی دعوت دی......اور تجارت میں امانت داری کی بھی تلقین فرمائی......قوم کے لوگ کافر تھے......سرمایہ دار تھے......اور گردن تک مال کی محبت میں دھنسے ہوئے تھے......انہوں نے نبی کی دعوت کو ٹھکرا دیا......اس دوران چند خوش قسمت افراد نے دل کے کانوں سے نبی کی بات سنی اور ایمان قبول کرلیا......تب قوم کی کافر، سرمایہ دار اشرافیہ ذلیل

چھوڑ کر......طاقت آزمانے پر اتر آئی......انہوں نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ پر ایمان لانے والے افراد کو دھمکی دی:

﴿لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا﴾

[الاعراف:۸۸]

ترجمہ "اے شعیب ہم آپ کو اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا یہ کہ آپ سب لوگ واپس ہمارے دین پر آجاؤ۔"

تب حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "نعرۂ توکّل" بلند فرمایا:

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾

"اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔"

اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اللہ تعالیٰ اسے تمام معاملات میں کفایت فرماتے ہیں......

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں کی حفاظت فرمائی......اور انہیں دنیا و آخرت میں کامیاب فرمادیا......مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

❀...❀...❀

جملہ خبریہ میں دعاء کیسے؟

اللہ تعالیٰ پر ہم نے بھروسہ کیا......اردو کے اس جملے کو ''عربی'' میں بولنا ہو تو کہیں گے ''تَوَکَّلْنَا''......یہ ''جمع متکلم'' کا صیغہ ہے......اور قرآن مجید میں چار مقامات پر آیا ہے......اور یہ چاروں مقامات......''توکّل'' کی چار دعائیں ہیں......بے انتہاء مؤثر اور طاقتور دعائیں......کیونکہ جب ہم کہتے ہیں ''تَوَکَّلْنَا'' کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر ''توکّل'' کیا......تو دراصل یہ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے ہوتے ہیں......ہم کہہ رہے ہوتے ہیں کہ......یا اللہ! میں تو کمزور اور بے بس ہوں، مگر آپ میرا سہارا ہیں......مجھے نہ اپنی طاقت پر بھروسہ ہے، نہ اپنی سمجھ اور فراست پر......میرا اعتماد اور بھروسہ صرف آپ پر ہے......اگر اکیلا آدمی کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کیا تو اس کے لیے......عربی میں ''تَوَکَّلْتُ'' آئے گا......جو کہ قرآن مجید میں سات جگہ پر آیا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اگر اپنے اور اپنے رفقاء کے لیے دعاء کرنی ہو تو کہیں گے ''تَوَکَّلْنَا''......اور اگر صرف اپنے لیے کرنی ہو تو کہیں گے ''تَوَکَّلْتُ''۔

ہم پہلے ''تَوَکَّلْنَا'' والی چار آیات پر بات کریں گے......اس کے بعد ان شاء اللہ ''تَوَکَّلْتُ'' والی سات آیات پر......کوئی سوچ سکتا ہے کہ ''تَوَکَّلْنَا'' میں تو اطلاع ہے اور اعلان ہے کہ ہم نے ''توکل'' کیا......اس میں کچھ مانگا نہیں گیا تو پھر یہ دعاء کیسے بن گئی؟......اس کا آسان جواب ایک مثال سے سمجھیں......آپ پر اچانک کوئی کام آپڑا......کوئی پریشانی آگری......اب دل پریشان......ذہن پریشان......پریشانی اتنی کہ بخار ہو گیا......دل دھڑکنے لگا کہ یہ کیسے ہوگا......اچانک آپ کو خیال آیا کہ......اللہ تعالیٰ موجود ہے......وہ کارساز ہے......پہلے بھی ہر کام اللہ تعالیٰ

نے ہی کرایا ہے تو کیوں نہ میں اللہ تعالیٰ کو اس معاملے میں اپنا وکیل کرلوں؟......بس اب آپ نے اس خیال کو مضبوط کرنا شروع کیا اور فوراً کہا...... تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ......میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرلیا ہے......بس اسی وقت بخار ختم، دل کی حالت تبدیل......اور کام کے اسباب بننا شروع......یعنی ''تَوَکَّلْتُ'' یا ''تَوَکَّلْنَا'' کہہ کر ہم نے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ لی......اور اپنا کام ان کے سپرد کر دیا......اور ان کو اپنے کام کا ''وکیل'' بنا دیا......''وکیل'' یعنی کام بنانے والا کارساز۔

❀...❀...❀

ہدایت ونصرت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکُّل کرنا

اللہ تعالیٰ پر "توکل" کرتے ہوئے......صیغہ "تَوَكَّلْنَا" والی آیات شروع کرتے ہیں......

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ وہ ہمیں "قرآن مجید" پڑھا رہے ہیں......"تَوَكَّلْنَا" کی پہلی آیت سورۃ الاعراف آیت: (۸۹) ہے، مگر اس کو سمجھنے کے لیے پہلے آیت (۸۸) پڑھتے ہیں:

﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝﴾ [الاعراف:۸۸]

ترجمہ "(حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قوم کے سردار جو متکبر تھے کہنے لگے: اے شعیب! ہم ضرور اپنے شہر سے نکال دیں گے تجھے اور ان کو جو ایمان لائے ہیں تیرے ساتھ، یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے دین میں، (حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) بولا: اگرچہ ہم نفرت کرتے ہوں تب بھی (تم ایسا کرلو گے؟)۔"

یعنی ہم اگر تمہارے دین، تمہارے طریقے اور تمہارے کرتوتوں سے سخت نفرت کرتے ہوں تو......کیا پھر بھی تم زبردستی ہمیں کافر بنالو گے؟

﴿قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝﴾

[الاعراف:۸۹]

ترجمہ "اگر ہم تمہارے دین میں لوٹ آئیں اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے

نجات دے چکا ہے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھنے والے بن جائیں گے، اور ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم اس (کافر دین) میں لوٹ آئیں مگر یہ کہ چاہے ہمارا رب اللہ تعالیٰ، ہمارا رب تمام چیزوں کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے، اللہ ہی پر ہم نے ''توکل'' (یعنی بھروسہ) کیا، اے ہمارے رب! فیصلہ کر ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔''

ان دونوں آیات کی تفسیر تو ''تفصیل طلب'' ہے...... خلاصہ یہ کہ...... قوم کے ظالم، متکبر، سرمایہ دار جابروں نے اپنا آخری فیصلہ سنا دیا کہ...... یا تو تمام مسلمان اپنا دین اور دعوت چھوڑ دیں...... یا پھر بدترین ظلم کے لیے تیار ہو جائیں...... حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ڈرے، نہ گھبرائے...... بلکہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط ایمان اور لہجے میں فرمایا:

''عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا''

''ہم نے (تمہارے ظلم کے جواب میں) اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل اور کارساز بنا لیا ہے۔''

مفسرین کرام نے اس جملے کی تفسیر میں لکھا ہے:

''عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا هِدَايَةً وَّ نُصْرَةً''

''یعنی ہم نے ''ہدایت'' اور ''نصرت'' کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر لیا ہے کہ وہی ہمیں ہدایت پر استقامت دے گا اور وہی تمہارے مقابلے میں ہماری نصرت فرمائے گا۔''

جن دو کاموں کے لیے ''توکل'' کیا تھا...... اللہ تعالیٰ نے دونوں پورے فرما دیے...... حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کرام کو بچا لیا...... کامیاب فرما دیا...... اور اپنی معیشت، اکانومی اور کفر پر فخر کرنے والوں کو ایسا تباہ فرمایا کہ:

''كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا'' [الاعراف: ۹۲]

ترجمہ ''گویا کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں۔''

مظلوموں کے لیے نسخہ

اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کی برکت سے ”مغلوب“...... ”غالب“ ہو جاتے ہیں...... مظلوموں کو ظلم سے نجات مل جاتی ہے...... صیغہ ”تَوَكَّلْنَا“ کی اگلی آیت ”سورۂ یونس“ میں ہے...... حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر میں واپس تشریف لا چکے تھے...... بنی اسرائیل کے پرانے لوگ ان میں وہ تمام نشانیاں دیکھ رہے تھے...... جن کی ”پیشین گوئیاں“ وہ اپنے بزرگوں سے سنتے آرہے تھے...... فرعون کے دردناک مظالم کی وجہ سے ”بنی اسرائیل“ بڑی شدت سے اس ”پیغمبر“ کا انتظار کر رہے تھے جس نے آکر ان کو فرعون سے نجات دلوانی تھی...... حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کے دربار میں فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ کیا اور انہیں شکست دے کر اپنا حامی بنا لیا...... یہ سب کچھ دیکھ کر مظلوم بنی اسرائیل کی امیدیں مزید جاگ اٹھیں...... مگر وہ فرعون کے خوف سے ”ایمان“ کا اعلان نہیں کر پا رہے تھے...... اس دوران ان میں سے چند باہمت نوجوان آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر باقاعدہ ”ایمان“ قبول کر لیا...... جب کسی ”پیغمبر“ کو ”صحابہ کرام“ مل جائیں تو وہ ”جماعت“ بن جاتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہوتی ہے...... اسی طرح ہماری امت میں...... کسی برحق امیر کو فرمانبردار مامور مل جائیں...... یا...... باہمت مامورین کو بہادر امیر مل جائے تو ”جماعت“ بن جاتی ہے...... اور اس جماعت پر اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہوتی ہے...... اور کفر کی بڑی بڑی طاقتیں ان کے سامنے گر جاتی ہیں...... ویسے تو بعد میں سارے بنی اسرائیل ”ایمان“ لے آئے تھے...... جن کی تعداد اس وقت چھ لاکھ سے زائد تھی...... مگر ابتداء میں صرف چند افراد نے ہی ”ایمان“ قبول کیا:

﴿فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ﴾ [یونس:۸۳]

ترجمہ "پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر مگر کچھ نوجوان اس کی قوم کے۔"

اب ان نوجوانوں کو فرعون سے بھی خطرہ تھا...... اور بنی اسرائیل کے ان سرداروں سے بھی جو فرعون نے ان پر مقرر کر رکھے تھے...... اتنی شدید مغلوبیت، مظلومیت اور بے بسی کے حالات میں...... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان نوجوانوں کو "توکل" کا نسخہ سمجھایا:

﴿وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ۝﴾ [یونس:۸۴]

ترجمہ "اور موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا: اے میری قوم! اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو تو پھر اسی پر "توکل" (یعنی بھروسہ) کرو اگر تم فرماں بردار ہو۔"

❀...❀...❀

"توکُّل" بہادروں کا شیوہ ہے

اللہ تعالیٰ پر "توکل" آسان کام نہیں ہے......خصوصاً اس وقت جب کہ "اسباب" بالکل موجود ہی نہ ہوں...... دور، دور تک اندھیرا...... دور، دور تک مایوسی ہو......مصر میں فرعون کی طاقتور حکومت قائم تھی......فرعون خود بہت مضبوط اور صحتمند انسان تھا......اس فرعونی ریاست کے پاس نہ وسائل کی کمی تھی نہ افراد کی......ان کی فوج اتنی بڑی اور اس قدر مسلح تھی کہ وہ چھ لاکھ بنی اسرائیل کو نہایت حقارت سے...... ﴿لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ﴾......یعنی "مٹھی بھر لوگ" کہہ رہے تھے......اس ریاست میں فرعون صرف بادشاہ ہی نہیں مانا جاتا تھا، بلکہ اسے (نعوذ باللہ) خدا کا درجہ دیا جاتا تھا......اس کی باقاعدہ عبادت ہوتی تھی......اور اسے سجدے کیے جاتے تھے......اس لیے اس کی حکومت کو کسی "بغاوت" کا بھی کوئی خطرہ نہیں تھا......اور خود فرعون کی وجاہت اور ذہانت کا یہ عالم تھا کہ جس مجلس میں وہ بیٹھتا تو باقی سب لوگ خود کو اس کے مقابلے میں واقعی حقیر اور ہلکا سمجھنے پر مجبور ہو جاتے......اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ان صلاحیتوں کو اس بدنصیب نے غلط استعمال کیا اور نعرہ لگا دیا کہ میں ہی (نعوذ باللہ) تمہارا بڑا رب ہوں......اب ان حالات میں "بنی اسرائیل" کے مسلمان نوجوانوں سے کہا جا رہا ہے کہ......اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو......یعنی اللہ تعالیٰ پر اس بات کا یقین رکھو کہ وہ تمہیں فرعون سے نجات عطاء فرمائے گا......اور فرعون کی طاقت کو تباہ و برباد فرمائے گا......اور اس یقین کی بنیاد پر دین میں مضبوط رہو......کیا اپنے دل کو اس "یقین" پر لانا آسان کام تھا؟...... نہیں! بالکل نہیں......اسی لیے تو "توکل" باب "تَفَعُّل" سے ہے کہ......بہت زور لگا کر اور بہت محنت و تکلف کر کے دل کو یقین پر لایا جاتا ہے۔

❋...❋...❋

مشاہدہ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام کو ’’توکل‘‘ کی ترغیب دی...... ایمان والوں نے یہ ترغیب مان لی اور اعلان کر دیا:

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾

کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل اور کارساز بنالیا ہے...... ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرلیا ہے...... ہم نے فرعون اور اس کی طاقت کا خوف اپنے دل سے نکال دیا ہے:

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾

اب ہماری نظر اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت پر ہے...... اور ہمارا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہے...... اور اب ہم فرعون سے ’’بے خوف‘‘ ہو چکے ہیں:

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾

بندہ جب مکمل یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے...... تو اس کے دل سے دشمن کا خوف نکل جاتا ہے...... دل سے دشمن کا خوف نکلتا ہے تو وہ دشمن خود بخود کمزور ہونے لگتا ہے...... یہ اللہ تعالیٰ کا غیبی اور تکوینی نظام ہے کہ...... دشمن کو ہمارے ’’خوف‘‘ سے طاقت ملتی ہے...... ہم دشمن سے ڈرنا چھوڑ دیں تو وہ کمزور ہونے لگتا ہے...... اور بالآخر مغلوب ہو جاتا ہے۔

بنی اسرائیل نے ’’توکل‘‘ کی دعاء ان الفاظ میں مانگی:

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ [یونس:۸۵،۸۶]

ترجمہ "ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر "توکل" کیا ہے، اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے لیے فتنہ (یعنی امتحان) نہ بنا۔ اور اپنی رحمت کے ذریعہ ہمیں کافروں سے نجات عطاء فرما۔"

یہ وہ دعاء ہے جو عجیب کراماتی تاثیر رکھتی ہے...... اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس دعاء کی تاثیر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت بخشی...... ایک وقت تھا جب مشرکین کے مظالم تھے...... بڑی سخت بے بسی اور مظلومیت تھی...... توجہ اس دعاء کی طرف ہوئی...... اور پھر یہ "ورد" بن گئی...... تب حالات بدلنا شروع ہوئے...... ظالموں کی شدت اور غلبہ کم ہونے لگا...... پھر کم ہوتے ہوتے ایسا ختم ہوا کہ وہ مغلوب اور مجبور ہو گئے...... اور مظلوم قیدی ان کی جھکی گردن دیکھ کر مسکراتے ہوئے جہاز سے اسلامی سرزمین پر اتر گئے۔

❁...❁...❁

مسلمان کی کمزوری کا نقصان

اللہ تعالیٰ ہمیں ظالموں کے لیے ’’فتنہ‘‘ نہ بنائیں...... اس جملے کا کیا مطلب ہے؟...... قرآن مجید کی معجزاتی، کراماتی دعاء میں بھی یہی الفاظ ہیں...... آئیے! اس دعاء کا ترجمہ اور مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○﴾ [یونس: ۸۵،۸۶]

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾ اس کا مفہوم تو بیان ہو چکا ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ’’اے ہمارے رب! نہ بنا ہمیں ’’فتنہ‘‘ ظالم قوم کے لیے۔‘‘

مطلب اس کا یہ ہے کہ...... یا اللہ! ہمیں ظالموں کے سامنے ایسا بے بس اور کمزور نہ بنا کہ وہ ہمارے ساتھ جو چاہیں کرتے رہیں...... اگر آپ نے ہمیں ظالموں کے سامنے بے بس فرما دیا تو ان ظالموں کو یقین ہو جائے گا کہ وہ برحق ہیں...... اس طرح وہ اپنے کفر اور اپنے ظلم پر پکے ہو جائیں گے...... اور کبھی بھی اسلام قبول نہیں کریں گے...... یہ ہے ظالموں کا فتنے میں پڑنا...... کہ انہیں اپنے کفر اور ظلم پر ایسا اطمینان ہو جائے کہ وہ اسلام قبول کرنے کا سوچیں بھی نہ...... دراصل مسلمان اہل حق جب کمزور ہوتے ہیں تو ان کی اس کمزوری کا انہیں تو نقصان ہوتا ہی ہے...... مگر کافروں کو بھی نقصان ہوتا ہے کہ...... وہ کثرت کے ساتھ مسلمان ہونا چھوڑ دیتے ہیں...... اس کے برعکس جب مسلمان مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں تو...... کفار بہت کثرت سے مسلمان ہوتے ہیں...... اور جہنم

کی آگ سے بچتے ہیں......قرآن مجید کی سورہ ''النصر'' پڑھ لیجیے......اس میں یہی بتایا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح مسلمانوں کو ملتی ہے تو وہ دیکھتے ہیں کہ......کفار فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے ہیں......اسی طرح حدیث صحیح میں آیا ہے کہ......اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر بہت خوش ہوتے ہیں جو زنجیروں میں باندھ کر جنت میں ڈالے جائیں گے......مطلب یہ کہ وہ کفار جو مسلمانوں کی طاقت دیکھ کر پہلے مجبوراً مسلمان ہوئے......پھر اسلام میں آ کر ان کو اخلاص اور حقیقی اسلام بھی نصیب ہو گیا......مگر ان کے آنے کا آغاز بظاہر مسلمانوں کی قوت کی وجہ سے ہوا تو گویا کہ وہ زنجیروں میں باندھ کر کامیابی اور جنت میں لائے گئے......دراصل فتح اور فتوحات کی بڑی برکات ہوتی ہیں...... جہاد افغانستان کے حالات و واقعات دیکھ اور سن کر......امریکہ اور یورپ میں تیس ہزار سے زائد افراد مسلمان ہوئے......اور اب اہل فلسطین کی ہمت، جرأت اور توکل کو دیکھ کر روزانہ کئی افراد دین اسلام قبول کر رہے ہیں......اور دائمی عذاب اور خسارے سے بچ رہے ہیں۔

❁...❁...❁

حالات کی گھڑی

اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں ہدایت عطاء فرماتے ہیں۔

ہمارے دین میں کسی کو زبردستی ’’مسلمان‘‘ کرنے کی اجازت نہیں ہے...... اور ’’زبردستی‘‘ والا اسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول بھی نہیں ہے...... ایمان اور اسلام تو ہوتا ہی وہی ہے جو دل کی تصدیق اور خوشی سے قبول کیا جائے...... دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں...... ہدایت اور گمراہی دونوں کی صلاحیت رکھی ہے...... اس لیے دنیا کے ہر کافر کے دل میں اپنے کفر پر بے چینی اور اسلام کی طرف کچھ نہ کچھ کشش ضرور موجود ہوتی ہے...... پھر اگر مسلمان طاقتور ہوں...... غالب ہوں...... اور اسلام کے عادلانہ نظام کو نافذ کرتے ہوں...... تو ’’کفار‘‘ کی اسلام کی جانب کشش بہت بڑھ جاتی ہے...... اور وہ فوج در فوج مسلمان ہوتے ہیں...... لیکن اگر مسلمان کمزور، مغلوب اور نعوذ باللہ حقیر سمجھے جاتے ہوں تو...... کفار کے دل میں اسلام کی کشش کم ہو جاتی ہے۔

فرعون اور اس کے حواری ’’بنی اسرائیل‘‘ پر ہر ستم ڈھا رہے تھے...... وہ گھروں میں گھستے...... بچوں کو اٹھاتے...... اور ماں باپ کے سامنے انہیں مرغیوں کی طرح ذبح کر کے پھینک جاتے...... وہ بچیوں کو چھانٹتے اور گھر کی نوکری کے لیے ساتھ لے جاتے...... اس دوران انہیں نہ کسی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا اور نہ بنی اسرائیل میں کوئی غصے یا انتقام کی بات کرتا...... اور یوں فرعون اور اس کے حواری خود کو خدا اور برحق سمجھنے لگے...... اب جو بنی اسرائیل کے افراد مسلمان ہوئے تو انہوں نے...... اپنا دل بدل لیا...... دل میں خوف کی جگہ

''توکل'' کو بھرلیا...... اور انجام سے بے فکر ہو کر اسلام پر پکے رہنے کا عزم کرلیا...... اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی کہ...... یا اللہ! اپنی طاقت پر یقین عطاء فرما اور ہمیں اتنا کمزور، بے حوصلہ اور بے بس نہ فرما کہ یہ ظالم اپنے ظلم اور کفر کو ''حق'' سمجھنے لگ جائیں...... اور یا اللہ ہمیں ان سے نجات عطاء فرما...... ''توکل'' آگیا...... توکل کے ساتھ دعاء بھی آگئی...... تو اب حالات کی گھڑی نے الٹا چلنا شروع کردیا...... فرعونی کمزور ہونے لگے اور بنی اسرائیل کو طاقت ملنے لگی...... ہمت ملنے لگی...... اور پھر وہ دن آگیا کہ انہوں نے ہجرت کی ہمت کرڈالی...... اور اپنے دشمن کو اپنے پیچھے لگا کر موت کے منہ میں پہنچا دیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ...... ''ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنا'' کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ! ہمیں کافروں کے لیے تختہ مشق نہ بنا...... ہمیں کافروں کے لیے نشانۂ ستم نہ بنا...... ہمیں کافروں کے ہاتھوں کا کھلونا نہ بنا...... اور ایسا تب ہوتا ہے جب مسلمان...... قوت کے ساتھ ساتھ ہمت بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں...... تو اس دعاء میں اللہ تعالیٰ سے قوت بھی مانگی گئی ہے اور ہمت بھی...........

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی عطاء فرمائیں۔

❀...❀...❀

مغلوب مسلمانوں کے لیے تحفہ

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ’’عذاب‘‘ سے بچائیں......عظیم دعاء ﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ کا ایک مفہوم ہم نے پڑھ لیا......اس کا دوسرا مفہوم حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

’’لَا تُعَذِّبْنَا بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِكَ۔‘‘

’’یا اللہ! ہمیں اپنی طرف سے کسی عذاب میں مبتلاء نہ فرمائیں۔‘‘

’’فَيَقُوْلُ قَوْمُ فِرْعَوْنَ لَوْ كَانُوْا عَلَى الْحَقِّ لَمَا عُذِّبُوْا۔‘‘

’’کہ پھر فرعون اور اس کی قوم والے یہ کہنے لگیں کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو ان پر عذاب نہ آتا۔‘‘

’’وَيَظُنُّوْا اَنَّهُمْ خَيْرٌ مِّنَّا فَيَفْتَتِنُوْا۔‘‘

’’اور وہ سمجھیں کہ وہ ہم سے بہتر ہیں چنانچہ وہ فتنے میں پڑ جائیں (یعنی اپنے کفر اور ظلم پر پکے ہو جائیں۔)‘‘

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول تفسیر ابن کثیر اور بغوی وغیرہ میں موجود ہے......اب دونوں اقوال ہمارے سامنے آگئے تو دعاء کا مفہوم ایک بار پھر دہرا لیتے ہیں:

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ [یونس: ۸۵،۸۶]

(مفہوم:) ’’ہم نے اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا کارساز بنا لیا ہے......ہم نے ہر خوف اور ہر وسوسہ دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی طاقت، مدد اور نصرت کا یقین دل میں بھر لیا ہے......اے

ہمارے رب! ہم پر اس ظالم قوم کو ایسا مسلط نہ فرما کہ وہ ہمیں تختۂ مشق بنالیں اور ہماری مظلومیت اور بے بسی اور اپنے زور کو دیکھ کر خود کو مکمل برحق سمجھنے لگیں (جیسا کہ آج کل انڈیا کے متعصب ہندو سمجھ رہے ہیں)......اور یااللہ! ہمیں اپنی طرف سے بھی کسی عذاب اور مصیبت میں ایسا مبتلاء نہ فرما کہ ہماری حالت دیکھ کر کافر خود کو افضل، بہتر اور برحق سمجھنے لگیں اور اسلام قبول کرنے کا خیال ہی ان کے دل سے نکل جائے......اور یااللہ! ہمیں ان کافروں کی حکومت اور غلبے سے نجات عطاء فرما۔‘‘

کاش! ہندوستان، کشمیر اور برما کے مسلمان......اور باقی ساری دنیا کے مغلوب مسلمان...... اس قرآنی معجزاتی، کراماتی دعاء کو سمجھیں......اپنائیں......اور اس دعاء میں موجود سوچ، فکر اور جذبے کو اپنے اندر لائیں......تب اس دعاء کی قوت اور برکت ان کو نصیب ہوگی......اہل فلسطین اس دعاء کے بہت قریب ہیں......انہوں نے اس دعاء کی پہلی منزل یعنی ’’توکل‘‘ کو اختیار کر رکھا ہے......باقی دعاء بھی ان کے حق میں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

کاش! مسلمانوں کے دل میں......جذبۂ آزادی پیدا ہو......وہ اسلام کے غلبے کی محنت کریں......اور کسی بھی جگہ کفر اور شرک کی حکومت اور اقتدار کو برداشت نہ کریں......تب یہ دعاء بھی موجود ہے اور اس کے پیچھے نصرت اور غلبہ بھی۔

❀...❀...❀

صیغہ ﴿تَوَکَّلْنَا﴾ کی تیسری آیت کریمہ

"توکل" خلیل اللہ کی صفت

اللہ تعالیٰ کے "خلیل" حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے "صحابہ کرام" نے اللہ تعالیٰ پر "توکل" کیا...... اور اللہ تعالیٰ پر "توکل" کرنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے...... چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام...... اور آپ کے صحابہ کرام ان مقامات پر کامیاب ہوئے جہاں بظاہر کامیابی ناممکن تھی...... قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا "خلیل" بنایا...... "خلیل" کہتے ہیں خاص ترین دوست کو...... وہ دوست جو "محبت" کے سب سے اونچے درجے پر ہو...... حضرت آقا محمد مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث:٥٣٢، ط:دار إحياء التراث العربي، بيروت]

ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ویسے ہی اپنا "خلیل" بنایا جیسے اس نے ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو خلیل بنایا۔"

"عمدۃ القاری" میں ہے:

"خلیل اللہ" وہ ہے جو تمام دنیا سے کٹ کر اللہ جل شانہ کی طرف ہو جائے...... اور وہ اپنی تمام حاجات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتا ہو۔"

[عمدة القاری۔ج:١٦،ص:١٧٥، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اَلْخَلِيلُ مَعْنَاهُ الْمُحِبُّ الْكَامِلُ۔"

"یعنی"خلیل" کا معنیٰ ہے کامل محبت کرنے والا......ایسی محبت جس میں محب اور محبوب دونوں کی طرف سے کوئی کمی نہ ہو۔"

[شرح النووی علی مسلم۔ج:۳،ص:۵۶، ناشر:دار إحیاء التراث العربي - بیروت]

شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"خلیل وہ ہے جو اپنے دل میں محبوب کے سوا کسی کو جگہ نہ دے۔"

[فتح الباري شرح صحیح البخاري۔ج:۷،ص:۲۳، ناشر:دار المعرفة - بیروت]

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذوق حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمان خلیل
ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن

صیغہ "تَوَكَّلْنَا" کی تیسری آیت سورۃ الممتحنہ میں ہے......جس میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام ......اپنی کافر قوم اور رشتہ داروں کے مقابلے میں "ایمان" کا علم تھامے اعلان کر رہے ہیں:

﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝﴾ [الممتحنۃ:۴]

ترجمہ "اے ہمارے رب! ہم نے آپ ہی پر "توکل" کیا ہے اور ہم آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف ہمارا لوٹنا ہے۔"

❀...❀...❀

توکّل اور بدفالی کا علاج

اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' بے شمار بیماریوں، خرابیوں اور گمراہیوں کا علاج ہے...... مثلاً کسی چیز کے ''منحوس'' ہونے کا وہم کرنا...... اور اس کی وجہ سے کسی کام سے رکنا...... جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ پرندے کو اڑاتے تھے...... وہ دائیں طرف جاتا تو سفر کرتے...... بائیں طرف اڑتا تو سفر منسوخ کر دیتے...... اسی طرح وہ تیروں کے ذریعے فال نکالتے اور پھر اس کے مطابق فیصلے کرتے...... یا قرعہ اندازی کر کے طے کرتے کہ یہ کام بابرکت ہے اور یہ کام منحوس...... اسی طرح کسی دن، مہینے، تاریخ یا گھڑی کو منحوس سمجھنا...... اسلام نے ان سب چیزوں کو شرک کی اقسام قرار دیا...... حضرت آقا محمد مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس کو بدفالی (یعنی بدشگونی) نے کسی کام سے روکا تو اس نے شرک کیا۔''

[مسند احمد۔ رقم الحدیث:۷۰۴۵، ط:دار الحدیث -قاھرۃ]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

''بدفالی شرک ہے، بدفالی شرک ہے۔''

[سنن ابی داؤد۔ رقم الحدیث:۳۹۱۵، ط:دار الرسالۃ العالمیۃ]

اور عجیب بات یہ ہے کہ ہر انسان کے دل میں کچھ نہ کچھ بدفالی بعض چیزوں کی وجہ سے آجاتی ہے تو آپ ﷺ نے اس کا علاج ارشاد فرما دیا کہ...... ''توکل'' اس کا علاج ہے...... جیسے ہی توجہ کسی چیز کے ''منحوس'' ہونے کی طرف جائے تو دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر لو کہ...... ان چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا...... سب کچھ اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں گے......

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بدفالی شرک ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اسے "توکل" سے دور فرما دیتے ہیں۔"

[مسند احمد۔ رقم الحدیث:۴۱۹۴، ط:دار الحدیث -قاهرة]

اور اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء بھی سکھادی ہے:

"اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ۔"

[مسند احمد۔ رقم الحدیث:۷۰۴۵، ط:دار الحدیث -قاهرة]

ترجمہ "یا اللہ! ہر خیر آپ ہی کی طرف سے ہے، ہر قسمت آپ ہی کی طرف سے ہے، اور آپ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔"

جو لوگ آج کل نجومیوں، دست شناسوں، جھوٹے استخارہ فروشوں کے ہاتھوں اپنا ایمان اور سکون برباد کرتے ہیں...... وہ "توکل" اور "توکل" کے مفہوم پر مشتمل مذکورہ بالا دعاء سے فیض یاب ہوں۔

صیغہ "تَوَکَّلْنَا" کی تیسری آیت جو سورۃ الممتحنہ میں ہے...... وہ بھی ایک بہت بڑی بیماری، مصیبت اور جُرم کا علاج ہے...... وہ "جُرم" ہے اسلام دشمن کافروں سے یاریاں، دوستیاں لگانا...... اپنی جان اور اولاد کی حفاظت کے لیے "مخبریاں" کرنا...... اور اپنے رشتہ داروں کی محبت کو اسلام کی محبت سے بڑھا کر...... مسلمانوں کے اجتماعی کام کو نقصان پہنچانا۔

❀...❀...❀

"توکل" کب ٹوٹتا ہے؟

اللہ تعالیٰ پر "توکل" ٹوٹ جائے تو انسان طرح طرح کی غلطیوں اور گناہوں میں مبتلاء ہو جاتا ہے...... مگر اللہ تعالیٰ پر "توکل" ٹوٹتا کیوں ہے؟ اور کب ٹوٹتا ہے؟...... یہ بات قرآن مجید کی "سورۃ الممتحنہ" میں بتائی گئی ہے...... اس سورۃ میں سمجھایا گیا ہے کہ "توکل" ٹوٹتا ہے...... غیر اللہ کے خوف سے، غیر اللہ سے طمع اور لالچ رکھنے سے، اپنی آل اولاد کے دفاع کی فکر میں، اور ظاہری سہاروں کے ٹوٹ جانے سے۔

مثلاً طاقتور کافروں اور دشمنوں کا خوف کہ وہ جان سے مار دیں گے یا اولاد کو نقصان پہنچائیں گے...... چنانچہ اس خوف کی وجہ سے ان کے ساتھ یاریاں باندھنا، خفیہ تعلقات رکھنا اور مسلمانوں کے راز ان تک پہنچانا...... اگر آپ "سورۃ الممتحنہ" کا پہلا رکوع اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لیں تو ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا اور پوری بات آپ کو سمجھ آجائے گی...... اللہ تعالیٰ نے اس پر تنبیہ فرمائی کہ...... ایسا ہرگز نہ کرو...... بلکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کرام کے طریقے پر چلو...... وہ اتنے سخت حالات میں تھے کہ ان میں سے کسی کا زندہ بچنا تک محال تھا...... اور ان کے دشمن خود ان کے رشتہ دار تھے...... مگر انہوں نے دشمنوں سے ہاتھ نہیں ملایا...... بلکہ اللہ تعالیٰ پر "توکل" کیا...... نتیجہ یہ نکلا کہ آج ان کے دشمنوں کا نام و نشان تک باقی نہیں...... جبکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت بھی موجود ہے...... دین بھی موجود ہے...... اور نسل بھی موجود ہے......

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس موقع پر دعاء یہ تھی:

﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○﴾ [الممتحنہ: ۴،۵]

بڑی زبردست اور دلکش دعاء ہے...... یاد کرلیں...... اپنا لیں۔

مظلوموں کی للکار اور دعاء

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ﴾ [الممتحنہ:۴]

ترجمہ ”بے شک تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور ان کے ساتھیوں میں، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ہم بری (یعنی بے زار) ہیں تم سے اور ان سے جن کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، ہم انکار کرتے ہیں تم سے، اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دشمنی اور نفرت قائم ہو چکی ہے یہاں تک کہ تم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ۔“

سورۃ الممتحنہ کی پہلی تین آیات میں مسلمانوں کو کئی احکامات دیے گئے...... مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی نہ کرو...... ان سے خفیہ یاریاں نہ بناؤ...... اپنی آل اولاد کی محبت میں مبتلاء ہو کر کفر اور کافروں کی طرف نہ جھکو وغیرہ۔

اب ان احکامات کی تاکید کے لیے فرمایا کہ...... تم حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کو دیکھو...... اور اس پر چلو...... ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے سامنے ”توکل علی اللہ“ توڑنے والے سارے حالات جمع تھے...... وہ انتہاء درجے کی کمزوری میں تھے...... ان کے دشمن زور آور اور طاقتور تھے...... اور خود ان کی قوم کے تھے اور ان کے رشتہ دار

تھے......اور وہ انہیں ہر طرح سے ڈرا دھمکا کر کفر پر آمادہ کر رہے تھے...... حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے رفقاء بظاہر بالکل بے بس تھے......اور کافروں کا ظلم و جبر ایسا تھا کہ موت ان کے سامنے کھڑی تھی......مگر انہوں نے حالات کی ذرا بھر پروا نہ کی......اور نہ ہی اپنی حفاظت کے لیے فکر مند ہوئے......بلکہ انہوں نے الٹا اپنی قوم کو للکارا......اور صاف الفاظ میں ان سے دشمنی کا اظہار کیا......نفرت کا اظہار کیا اور انہیں ایمان کی طرف بلایا......یہ سب کچھ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طاقت پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کیا...... چنانچہ انہوں نے کہا...... ﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا﴾ ...... یا اللہ! ہم نے آپ کو اپنا وکیل یعنی کارساز مان لیا ہے اور آپ کی طاقت پر ہمیں پورا یقین ہے...... ﴿وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا﴾ ......اور ہم نے آپ کی طرف رجوع کیا ہے...... ﴿وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ ...... اور ہم نے آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے......

{رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○}

اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لیے امتحان (اور تختہ مشق) نہ بنائیں اور ہماری مغفرت فرمائیں، اے ہمارے رب! بے شک آپ غالب حکمت والے ہیں۔

کاش! ہم سب خصوصاً ہندوستان اور دیگر علاقوں کے مغلوب مسلمان اس للکار اور دعاء پر غور فرمائیں۔

❀...❀...❀

رحمت، ایمان اور توکّل کا نورانی سمندر

اللہ تعالیٰ ''رحمٰن'' ہیں...... بے حد رحمت والے مہربان...... ہم ان پر ایمان لائے...... اور ہمارا مکمل بھروسہ، اعتماد اور یقین...... اللہ تعالیٰ پر ہے۔

صیغہ ''تَوَکَّلْنَا'' کی چوتھی اور آخری آیت ''سورۃ الملک'' میں ہے:

﴿قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝﴾ [الملک:۲۹]

ترجمہ ''(اے محبوب نبی! آپ اپنی ترقی اور کامیابی پر ناز کرنے والے کافروں سے) فرما دیجیے! اللہ تعالیٰ ''رحمٰن'' ہیں، ہم ان پر ایمان لائے ہیں اور انہی پر ہم نے مکمل بھروسہ (یعنی یقین اور اعتماد) کیا ہے، پس (اے کافرو!) عنقریب تم جان لوگے کہ کون بالکل واضح گمراہی پر ہے۔''

ماشاء اللہ! بہت عجیب اور عظیم ''آیت مبارکہ'' ہے...... بہت سی بشارتوں اور رازوں پر مشتمل...... اس میں جو ''دعاء'' سکھلائی گئی اسے پڑھ کر تو وجد طاری ہو جاتا ہے:

﴿هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا﴾

دل چاہتا ہے بار بار پڑھتے جائیں اور اس کے نور میں ڈوبتے جائیں:

﴿هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا﴾

رحمت، ایمان اور توکل کا نورانی سمندر...... اور ایسا وعدہ جسے پورا ہوتا ساری دنیا نے دیکھا۔

❀...❀...❀

ایمانی نعمتوں کی چابی

اللہ تعالیٰ پر ’’یقین‘‘ اور ’’توکل‘‘ ہو تو انسان حالات کی ظاہری خرابی سے نہیں گھبراتا...... اور نہ ہی ’’اہل باطل‘‘ کی ظاہری ترقی سے متاثر ہوتا ہے۔

’’سورۃ الملک‘‘ کی ’’آیت توکل‘‘ (آیت رقم: ۲۹) مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی...... مکہ مکرمہ میں مسلمان تھوڑے تھے...... مظلوم تھے...... اور امتحان و آزمائش میں تھے...... جبکہ ’’کفار‘‘ بظاہر طاقتور، خوشحال اور غالب تھے...... چنانچہ وہ خود کو کامیاب، برحق اور سمجھدار قرار دیتے تھے...... اور مسلمانوں کو گمراہ اور پسماندہ کہتے تھے...... ان حالات میں عرش سے آواز آئی کہ...... ان کافروں سے فرما دیجیے...... ہمارا رب بہت مہربان ہے...... ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں...... اور ہم اسی پر ’’توکل‘‘ کرتے ہیں...... ’’ایمان‘‘ کے ساتھ جب ’’توکل‘‘ آجاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت ضرور آتی ہے...... اور یہ نصرت آئے گی...... تب تم دیکھ لو گے کہ حالات کیسے بدلتے ہیں...... تب تمہیں کھلی آنکھوں سے نظر آجائے گا کہ کامیاب کون ہے اور ناکام کون؟...... حق پر کون ہے اور گمراہ کون؟

چنانچہ ایسا ہی ہوا...... اور کچھ ہی عرصہ بعد حالات یکسر تبدیل ہو گئے...... تب کافروں کو جزیرۂ عرب میں سر چھپانے کی جگہ بھی نہیں ملتی تھی...... دوسرا مطلب یہ ہے کہ...... عنقریب موت کے وقت تم جب اپنا برا انجام دیکھو گے تب تمہیں معلوم ہو گا کہ...... کامیاب کون ہے اور ناکام کون؟...... حق پر کون ہے اور گمراہ کون؟...... تب تمہیں ’’ایمان‘‘ اور ’’توکل‘‘ کی قدر معلوم ہو گی...... مگر اس وقت معلوم ہونے کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا...... اس آیت مبارکہ

میں دو (۲) نکتے بہت اہم ہیں:

① فرمایا گیا...... ﴿اٰمَنَّا بِهٖ﴾ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے...... ایمان میں ”توکل“ بھی شامل ہے...... مگر پھر خاص طور پر الگ سے فرمایا گیا ﴿وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا﴾...... اس میں ”توکل“ کی شان بیان ہوئی کہ...... ایمان اور اعمال میں کامیابی بغیر ”توکل“ کے نہیں ملتی...... اس لیے ”توکل“ یعنی اللہ تعالیٰ پر یقین اور بھروسہ بہت ضروری عمل ہے۔

② ”توکل“ یعنی اللہ تعالیٰ پر یقین اور بھروسہ یہ نعمتوں کی چابی ہے...... ”ایمان“ میں اللہ تعالیٰ نے جو انعامات رکھے ہیں...... دنیا اور آخرت میں ان انعامات کو جو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر سچا توکل رکھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ صِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ۔

یا اللہ! آپ سے ”سچے توکل“ اور آپ سے ”حسن ظن“ کا سوال ہے۔

❊...❊...❊

توکُّل کی برکت سے بغیر حساب جنت میں داخلہ

اللہ تعالیٰ پر" توکل" نصیب ہو جائے تو دنیا میں بھی "سکون"......اور آخرت میں بھی "سکون"......آخرت میں بغیر حساب وکتاب کے جنت اور کامیابی......اور دنیا میں بغیر حساب و کتاب کے رزق اور توفیق......حضرت آقا محمد مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب "جنت" میں داخل ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو (غیر شرعی) جھاڑ پھونک (منتر، تعویذ وغیرہ) نہیں کرتے اور نہ بدشگونی (یعنی بدفالی) لیتے ہیں اور اپنے رب پر ہی "توکل" کرتے ہیں۔"

[صحیح البخاری۔ رقم الحدیث: ۵۷۰۵، ط:دار طوق النجاة - مصر]

دیگر روایات سے ایسے افراد کی زیادہ تعداد بھی ثابت ہے......شیطان ہر وقت انسان کو ڈراتا رہتا ہے......خوف، وہم اور وسوسہ......فلاں نوکری نہ رہی تو روزی کہاں سے آئے گی؟......فلاں شخص سے تعلق نہ رہا یا وہ مر گیا تو میں بھوکا مر جاؤں گا......میرے لیے فلاں دن منحوس ہے......فلاں تاریخ اور مہینہ میرے لیے بھاری ہے......میرے رزق کو کسی نے باندھ دیا ہے......میری قسمت پر کسی نے بندش لگا دی ہے......فلاں نے مجھ پر جادو کر دیا ہے اب میں نہیں بچ سکتا......حالانکہ یہ سب باتیں فضول ہیں......جادو وغیرہ برحق ہیں......مگر وہ بھی آسانی سے ٹوٹ جاتے ہیں......اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر وہ بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے......"توکل" کی برکت سے انسان کو "رضاء بالقضاء" نصیب ہوتی ہے......چنانچہ وہ بے شمار جھگڑوں اور پریشانیوں سے بچ جاتا

ہے......فلاں جگہ رشتہ کیوں نہیں ہوا؟......فلاں نے مجھے یہ چیز کیوں نہیں دی؟......اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر یقین ہو تو انسان کو ان باتوں پر رنج اور غصہ نہیں آتا......بلکہ وہ خوش ہوتا ہے کہ......اچھا ہوا اس میں خیر نہیں ہوگی......خیر ہوتی تو یہ رشتہ مل جاتا......فلاں چیز مل جاتی......''توکل'' دراصل ایک ''روحانی طاقت'' ہے......اللہ تعالیٰ یہ طاقت اپنے پیارے بندوں کو عطاء فرماتے ہیں......

چنانچہ وہ ہر موقع اور ہر مشکل پر کہتے ہیں......

''بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ''۔

قرآن مجید میں ''تَوَکَّلۡتُ'' کا صیغہ سات آیات میں آیا ہے......''تَوَکَّلۡتُ'' کا معنیٰ ہے......میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کرلیا ہے......میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ''وکیل'' مان لیا ہے......میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ''وکیل'' بنالیا ہے......اس میں ''اعلان توکل'' بھی ہے اور ''دعاء توکل'' بھی......اگلے صفحات میں ہم ان شاء اللہ ان آیات کو پڑھیں گے۔

❀...❀...❀

صیغہ ﴿تَوَكَّلْتُ﴾ والی سات آیات کریمہ کا خلاصہ

اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کی طاقت اور شان دیکھنی ہو تو...... قرآن مجید میں ”تَوَكَّلْتُ“ والی سات آیات پڑھ لیں...... ان سات آیات سے ”توکل“ کی ناقابل شکست طاقت کا یقین ہو جاتا ہے اور ”توکل“ کی سات دعائیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں...... وہ سات آیات یہ ہیں:

① سورۃ التوبہ کی آیت (۱۲۹)...... اس میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی کریم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ...... انکار اور دشمنی کرنے والوں سے صاف فرما دیجیے کہ...... میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا ہے...... وہی میرے لیے کافی ہے (تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے...... اور نہ اس دین کو آگے بڑھنے سے روک سکو گے)۔

② سورۃ یونس کی آیت (۷۱)...... اس میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی للکار ہے کہ...... ساری دنیا کے کافر اپنے خداؤں کو ساتھ ملا کر...... میرے خلاف کاروائی کریں تو بھی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے...... کیونکہ میرا ”توکل“ اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔

③ سورۃ ھود کی آیت (۵۶)...... اس میں حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی عظیم الجثہ طاقتور قوم کے بدمعاشوں کو فرما رہے ہیں کہ...... سارے مل کر میرے خلاف تدبیر کرو اور مجھے مہلت بھی نہ دو...... میں ”توکل“ کے ذریعے تمہارا مقابلہ کروں گا۔

④ سورۃ ھود کی آیت (۸۸)...... اس میں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ...... میں تمہاری اصلاح چاہتا ہوں...... اور میں جو کچھ کرتا ہوں محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اللہ تعالیٰ پر توکل سے کرتا ہوں۔

⑤ سورۃ یوسف کی آیت (۶۷)...... اس میں حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹوں کو ’’نظرِ بد‘‘ اور ’’حسد‘‘ سے حفاظت کی ایک تدبیر بتا رہے ہیں...... اور ساتھ ’’توکل‘‘ کا اعلان فرما کر سمجھا رہے ہیں کہ...... بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر رکھو...... تدابیر اور اسباب کی وجہ سے دھوکے میں نہ پڑو...... جائز تدابیر اختیار کر کے یقین اللہ تعالیٰ پر رکھو۔

⑥ سورۃ الرعد کی آیت (۳۰)...... اس میں حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ...... منکرین کے مقابلے میں ’’توکل‘‘ کا اعلان فرمائیں کہ...... مجھے نہ تمہارے جھٹلانے سے کوئی خطرہ ہے اور نہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے مایوس ہوں۔

⑦ سورۃ الشوریٰ کی آیت (۱۰)...... اس میں سمجھایا گیا کہ...... جن معاملات میں شدید اختلاف ہو جائے...... ان میں بھی حق کا راستہ اللہ تعالیٰ پر ’’توکل‘‘ کرنے سے ملتا ہے۔

اندازہ لگائیں...... ’’توکل‘‘ میں کتنی طاقت ہے...... اور ’’توکل‘‘ کی کتنی برکات ہیں...... جبکہ ہم چھوٹے چھوٹے معاملات میں ڈپریشن، پریشانی اور ٹینشن کا شکار ہو جاتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ...... اور اللہ تعالیٰ پر ’’توکل‘‘ (بھروسہ) کیوں نہیں کرتے؟

❀...❀...❀

صیغہ ﴿تَوَکَّلۡتُ﴾ کی پہلی آیت کریمہ

”توکُّل“ کا اعجاز

اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ کی برکت سے ناممکن نظر آنے والی چیزیں ممکن ہو جاتی ہیں...... اب ہم صیغہ ”تَوَکَّلۡتُ“ والی سات آیات اور دعائیں ترجمہ کے ساتھ شروع کرتے ہیں، ان شاء اللہ

① ﴿فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ﴾ [التوبہ:۱۲۹]

ترجمہ ”پھر بھی اگر وہ منہ پھیریں تو آپ کہہ دیں: کافی ہے مجھ کو اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔“

تفسیر

”اگر آپ کی عظیم الشان شفقت، خیر خواہی اور دل سوزی کی لوگ قدر نہ کریں تو کچھ پرواہ نہیں۔ اگر فرض کیجیے ساری دنیا آپ سے منہ پھیر لے تو تنہا اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہے، جس کے سوا نہ کسی کی بندگی ہے نہ کسی پر بھروسہ ہو سکتا ہے، کیونکہ زمین و آسمان کی سلطنت اور ”عرش عظیم“ کا مالک وہی ہے، سب نفع وضرر، ہدایت وضلالت اسی کے ہاتھ میں ہے۔

(فائدہ): ابو داؤد میں ابو الدرداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جو شخص صبح و شام سات سات مرتبہ ”حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ“ پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس کے تمام ہموم و غموم کو کافی ہو جائے گا۔“

[تفسیر عثمانی، ج:۲، ص:۵۹، ط: دار الاشاعت، کراچی]

اس میں ”توکل“ کی دعاء تو ”حَسۡبِیَ اللّٰہُ“ سے شروع ہوتی ہے...... اسی کو اپنے معمولات کا پکا حصہ بنائیں...... لیکن اگر کوئی اس پوری آیت کو بطور وظیفہ پڑھنا چاہے تو بھی پڑھ سکتا ہے...... ﴿فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ الآیہ﴾...... بعض اکابر نے اس کا ایک وظیفہ بھی لکھا ہے کہ...... رات کو آدھی رات گزرنے کے بعد یہ آیت تیس بار پڑھیں...... اور پھر جو ناراض ہو...... یا خواہ مخواہ بگڑا ہوا ہو تو اس کے ساتھ معاملہ درست ہونے کی دعاء کریں...... جیسے خاوند، بیوی، اولاد وغیرہ...... اچھا یہی ہے کہ یہ عمل شب جمعہ کو آدھی رات کے بعد کریں، لیکن اگر دن کو یا کسی بھی وقت کر لیں تو بھی فائدہ ہوتا ہے...... نیز مشائخ کرام ”سورۃ التوبہ“ کی آخری دو آیات روزانہ عصر یا مغرب کے بعد سات بار پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں...... ﴿لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ﴾...... سے لے کر...... ﴿رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ﴾ تک...... اس سے بہت برکت نصیب ہوتی ہے...... اور یہ جادو کا بھی مؤثر علاج ہے...... ان شاء اللہ تعالیٰ۔

دراصل یہ آیات ”توکل علی اللہ“ کا اعجاز ہیں...... اور ان میں بے شمار راز پوشیدہ ہیں...... اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا سینہ کھول دیں۔

حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔

❀...❀...❀

منصوبوں اور سازشوں کا توڑ

اللہ تعالیٰ پر "توکل" کرنے والوں کو ساری مخلوق مل کر بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی......

صیغہ "تَوَکَّلْتُ" کی دوسری آیت مبارکہ دیکھیں:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ﴾ [یونس:۷۱]

ترجمہ "اور ان کو نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا حال سنائیے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر تمہیں میرا (اپنے درمیان) رہنا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعے نصیحت کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے تو (سن لو) میں نے اللہ تعالیٰ پر "توکل" کیا ہے، اب تم سب مل کر اپنا فیصلہ طے کرلو اور اپنے شریکوں کو بھی ساتھ ملالو، پھر تمہیں اپنے فیصلے (یعنی میرے خلاف بنائے ہوئے منصوبے) میں کوئی شبہ نہ رہے تو پھر وہ میرے ساتھ کر گزر اور مجھے مہلت بھی نہ دو۔"

تفسیر

ایک طرف دنیا بھر کے کافر...... جو حکمران بھی تھے اور طاقتور بھی...... اور دوسری طرف حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے چند صحابہ کرام ...... مگر یقین اور توکل دیکھیں کہ خوف کھانے، ڈرنے اور دبنے کی بجائے...... ان سے فرما رہے ہیں کہ...... میرے خلاف جو کچھ کر سکتے ہو کرلو مگر میں دین کی دعوت نہیں چھوڑوں گا۔

قوم والے دشمن تھے...... اور سخت تنگ تھے...... انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا...... مگر

''توکل'' کا پہاڑ ان کی ہر سازش کو کچل کرنا کام بناتا رہا...... اور ساڑھے نو سو سال اللہ تعالیٰ نے اسی حالت میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت فرمائی...... تفسیر سعدی میں لکھا ہے:

''(حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:) تم مجھے نقصان پہنچانے یا دعوت حق کو ٹھکرانے کا ارادہ رکھتے ہو تو ''فَعَلَى اللهِ تَوَكَّلْتُ'' میں نے اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کر لیا ہے۔ یعنی اس تمام ''شر'' کو دفع کرنے میں جو تم مجھے اور میرے رفقاء کو پہنچانا چاہتے ہو، میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ یہی ''توکل'' میرا لشکر اور میرا اتمام ساز و سامان ہے۔''

[تفسیر سعدی، ج:۱، ص:۳۶۹، ط:مؤسسة الرسالة]

یہ ہے یقین کی طاقت...... اور یہ ہے ''توکل'' کی قوت...... چنانچہ ساری دنیا کا کفر مل کر بھی آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا...... بالآخر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آگیا...... سب لوگ غرق ہو کر مارے گئے...... جبکہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل آج تک زمین پر موجود اور آباد ہے۔

اس آیت سے جو دعاء معلوم ہوئی وہ ہے:

''عَلَى اللهِ تَوَكَّلْتُ''

''اللہ تعالیٰ پر ہی میں نے ''توکل'' کیا ہے''...... حدیث شریف میں یہی دعاء جمع کے صیغہ کے ساتھ آئی ہے:

''حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا''

اللہ تعالیٰ مجاہدین کو...... دین کا کام کرنے والوں کو...... اور امت کے نیک لوگوں کو یہ آیت مبارکہ سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں...... آج کل ہم کس طرح چھوٹے چھوٹے دشمنوں...... چھوٹے چھوٹے مسائل...... اور چھوٹی چھوٹی خواہشات کے سامنے ''بے ہمت'' اور ''بے بس'' ہو جاتے ہیں...... اور دین اور جہاد سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

......*

صیغہ ﴿تَوَكَّلْتُ﴾ کی تیسری آیت کریمہ

اللہ تعالیٰ کی حفاظت

اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرنے سے دل کا ہر خوف دور ہو جاتا ہے...... صیغہ ''تَوَكَّلْتُ'' کی تیسری آیت دیکھیں:

﴿اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ [ھود:۵۶]

ترجمہ ''(حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا:) بے شک میں اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' (یعنی بھروسہ) رکھتا ہوں جو کہ میرا اور تمہارا ''رب'' ہے، زمین پر چلنے والی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے، بے شک میرا پروردگار (ہر معاملہ میں) برحق ہے۔''

تفسیر

حضرت سیدنا ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم...... قوم عاد...... طاقت، قوت، صنعت وحرفت اور معیشت میں اپنی مثال آپ...... مگر ایمان سے محروم...... اور اپنے کفر اور طاقت پر مطمئن بلکہ متکبر...... وہ اللہ تعالیٰ کے ''نبی'' کو اپنے معاشرے پر بوجھ سمجھ رہے تھے...... اور ان سے کہہ رہے تھے کہ...... آپ ہمارے بتوں، خداؤں اور بزرگوں کی پکڑ میں آچکے ہیں...... اب ہمیں آپ کو اور آپ کے کام کو مٹانا ہی پڑے گا...... تب حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرسوز آواز گونجی:

﴿فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ﴾

تم سب مل کر میرے خلاف جو سازش کرنا چاہتے ہو...... کر گزرو...... اور مجھ پر کوئی رحم نہ کھاؤ......میں تمہاری طاقت اور تمہاری شرارت سے بے فکر ہوں......کیونکہ ”اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ“ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرلیا ہے......اور زمین کی ہر مخلوق اور ہر چیز میرے رب کے قبضے میں ہے......تمہارے بے جان بت مجھ پر کیا جادو کریں گے؟ میرا رب تو ہر جاندار کا مالک ہے۔

اس آیت مبارکہ سے بہت جامع اور مؤثر دعاء معلوم ہوئی:

﴿اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ط مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا ط اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾

توکل کی یہ دعاء......اور آیت مبارکہ......اُن آیات میں سے ہے جنہیں ’’حفاظت‘‘ کے لیے پڑھا جاتا ہے......زمین پر حرکت کرنے والی ہر چیز کی پیشانی......اللہ تعالیٰ نے پکڑ رکھی ہے......تو پھر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کس طرح سے نقصان پہنچا سکتی ہے......ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ دنیا کی سفلی طاقتوں سے ہرگز نہ ڈرے......کسی نقلی معبود یا بھگوان کا خوف دل میں نہ آنے دے......کسی جن، دیو اور پری سے نہ ڈرے......کسی جادو، منتر، ٹونے اور قبر سے خوف نہ کھائے......کسی جادوگر، نجومی، عامل، شعبدہ باز اور ٹیلی پیتھر سے نہ گھبرائے......کسی رکاوٹ، بندش، وہم اور وسوسے کی فکر نہ کرے......بلکہ یقین سے کہے:

﴿اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ط مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا ط اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾

❁...❁...❁

صیغہ ﴿تَوَکَّلْتُ﴾ کی چوتھی آیت کریمہ

توفیق اور توکّل

اللہ تعالیٰ سے ''دو نعمتیں'' بہت مانگا کریں...... ① توفیق اور ② توکل...... یہ دو نعمتیں جن کو مل جائیں وہ بڑے ''خاص بندے'' بن جاتے ہیں...... اس لیے کہ انسان کوئی بھی اچھا اور بڑا کام اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں کرسکتا...... اور اللہ تعالیٰ کی توفیق ان کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ پر یقین، بھروسہ اور اعتماد رکھتے ہیں...... یعنی ''توکل'' کرتے ہیں...... صیغہ ''تَوَکَّلْتُ'' کی چوتھی آیت...... سورۂ ھود کی آیت رقم (۸۸) ہے...... اس میں حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں...... تمہارے فائدے اور اصلاح کے لیے کر رہا ہوں...... مجھے تم سے کوئی ذاتی غرض نہیں ہے...... اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم سے دنیا چھڑوا دوں اور خود ''دنیا پرست'' بن جاؤں...... مجھے اللہ تعالیٰ نے جو حلال اور پاکیزہ رزق دیا ہوا ہے...... اور جو روحانی نعمتیں عطاء فرما رکھی ہیں وہ میرے لیے کافی ہیں...... میں تمہارے اس قدر پرکشش ماحول کے خلاف ڈٹ کر کھڑا ہوں...... کیونکہ اس عیاشی میں تمہارے لیے ہلاکت ہے...... انسان کے پاس پیسہ آتا ہے تو وہ ماحول اور معاشرے کے ساتھ بہہ جاتا ہے...... اور انہی کی رسومات اور فیشن کو اپنا لیتا ہے...... میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ تمہارے طریقے پر چلوں...... میری یہ ''دعوت'' اور میری یہ ''استقامت'' صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے...... اور میرا بھروسہ اور اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہے...... یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''توفیق'' بھی نصیب ہے...... اور اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' بھی حاصل ہے...... اس لیے میری کامیابی یقینی ہے...... تم بھی کامیابی چاہتے ہو تو اسی طریقے پر

آجاؤ......نہیں آؤ گے تو تباہ ہو جاؤ گے......اس آیت مبارکہ میں جو ''دعاء'' ہے وہ بہت شاندار، مؤثر اور جامع دعاء ہے......اس ''دعاء'' کے ساتھ جڑنے والوں کو توفیق بھی ملتی ہے......توکل بھی نصیب ہوتا ہے......اور ''انابت'' بھی حاصل ہوتی ہے۔

﴿وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾ [هود:٨٨]

ترجمہ ''میری ہر ''توفیق'' اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، اسی پر میں ''توکل'' کرتا ہوں اور اسی کی طرف ''رجوع'' کرتا ہوں۔''

ہر کارنامہ، ہر کامیابی اور خیر والا ہر عمل صرف اور صرف ''اللہ تعالیٰ'' کی ''توفیق'' سے ممکن ہے......اور ''توفیق'' ملتی ہے اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرنے سے......اور ''توکل'' نصیب ہوتا ہے ''انابت'' سے......پس جو اللہ تعالیٰ کی طرف جتنا زیادہ رجوع کرتا ہے......ہر وقت رجوع کرتا ہے......ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے......اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے......اور اسباب ہونے کے باوجود ''دعاء'' اور ''رجوع الی اللہ'' سے غافل نہیں ہوتا تو ایسا شخص ''منیب'' ہے......اسے اس کی ''انابت'' کی برکت سے ''توکل'' جیسی عظیم نعمت وقوت ملتی ہے......اور جب ''توکل'' آجاتا ہے تو پھر ''توفیق'' کے بڑے بڑے دروازے کھل جاتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مؤمن کی بڑی اور خاص کامیابی اس میں ہے کہ وہ...... صرف ایک اللہ تعالیٰ سے مانگے......اور صرف ایک اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرے......جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾......اور فرمایا: ﴿ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ﴾

یا اللہ! ''توفیق'' نصیب فرما......یا اللہ! ''توکل'' نصیب فرما......بِحَقِّ قَوْلِكَ الْكَرِيْمِ ......

﴿وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾

❁...❁...❁

آیاتِ توکُّل

قرآنِ کریم کی آیاتِ توکُّل
کا اجمالی مجموعہ مع ترجمہ

آیاتِ توکّل

قرآن کریم میں مختلف صیغوں کے ساتھ ''توکل'' کے بارے میں ۴۱ آیات مبارکہ نازل ہوئی ہیں۔ وہ آیات مبارکہ مع ترجمہ درج ذیل ہیں۔

صیغہ ﴿تَوَکَّلْتُ﴾ کی آیات (واحد متکلم فعل ماضی)

تَوَکَّلْتُ کا معنیٰ ہے ''میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا''...... یہ قرآن مجید میں سات جگہ پر آیا ہے۔

① فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ﷺ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ ﴿التوبہ:۱۲۹﴾

ترجمہ ''پھر بھی اگر وہ منہ پھیریں تو آپ کہہ دیں: کافی ہے مجھ کو اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔''

② وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ نُوْحٍ م اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ غُمَّۃً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ○ ﴿یونس:۷۱﴾

ترجمہ ''اور ان کو نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا حال سنائیے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر تمہیں میرا (اپنے درمیان) رہنا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعہ نصیحت

کرنا، ناگوار معلوم ہوتا ہے تو (سن لو) میں نے اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کیا ہے، اب تم سب مل کر اپنا فیصلہ طے کرلو، اور اپنے شریکوں کو بھی ساتھ ملالو، پھر تمہیں اپنے فیصلے (یعنی میرے خلاف بنائے ہوئے منصوبے) میں کوئی شبہ نہ رہے تو پھر وہ میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت بھی نہ دو۔''

③ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ ﴿ہود:۵۶﴾

ترجمہ ''(حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا) بے شک میں اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' (یعنی بھروسہ) رکھتا ہوں جو کہ میرا اور تمہارا ''رب'' ہے، زمین پر چلنے والی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے، بے شک میرا پروردگار (ہر معاملہ میں) برحق ہے۔''

④ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ۝ ﴿ہود:۸۸﴾

ترجمہ ''میری ہر ''توفیق'' اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، اسی پر میں ''توکل'' کرتا ہوں اور اسی کی طرف ''رجوع'' کرتا ہوں۔''

⑤ وَقَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ ﴿یوسف:۶۷﴾

ترجمہ ''اور (ساتھ ہی یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی) کہا کہ: میرے بیٹو! تم سب ایک دروازے سے (شہر میں) داخل نہ ہونا، بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا، میں اللہ تعالیٰ کی مشیت سے تمہیں نہیں بچا سکتا، حکم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نہیں چلتا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے، اور جن جن کو بھروسہ کرنا ہو، انہیں چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کریں۔''

⑥ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَاِلَيْهِ مَتَابِ ○ ﴿رعد:۳۰﴾

ترجمہ ”(اے پیغمبر! جس طرح دوسرے رسول بھیجے گئے تھے) اسی طرح ہم نے تمہیں ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں، تاکہ تم ان کے سامنے وہ کتاب پڑھ کر سنادو جو ہم نے وحی کے ذریعے تم پر نازل کی ہے، اور یہ لوگ اس ذات کی ناشکری کر رہے ہیں جو سب پر مہربان ہے، کہہ دو کہ: وہ میرا پالنے والا ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے، اور اسی کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے۔“

⑦ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ
وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○ ﴿الشوریٰ:۱۰﴾

ترجمہ ”اور تم جس بات میں بھی اختلاف کرتے ہو، اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے، لوگو! وہی اللہ ہے جو میرا پروردگار ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے، اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں۔“

صیغہ ﴿تَوَكَّلْنَا﴾ کی آیات (جمع متکلم فعل ماضی)

تَوَكَّلْنَا کا معنیٰ ہے ”اللہ تعالیٰ پر ہم نے بھروسہ کیا۔ یہ صیغہ“ قرآن مجید میں چار مقامات پر آیا ہے...... اور یہ چاروں مقامات...... ”توکّل“ کی چار دعائیں ہیں۔

① قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ط قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ○ قَدِ افْتَرَيْنَا
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ط وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ

فِيهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ○ ﴿الاعراف:۸۸،۸۹﴾

ترجمہ "(حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قوم کے سردار جو متکبر تھے کہنے لگے: اے شعیب! ہم ضرور اپنے شہر سے نکال دیں گے تجھے اور ان کو جو ایمان لائے ہیں تیرے ساتھ، یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے دین میں، (حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا: اگرچہ ہم نفرت کرتے ہوں تب بھی (تم ایسا کرلو گے؟)۔ اگر ہم تمہارے دین میں لوٹ آئیں اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے، تو پھر ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھنے والے بن جائیں گے، اور ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم اس (کافر دین) میں لوٹ آئیں مگر یہ کہ چاہے ہمارا رب اللہ تعالیٰ، ہمارا رب تمام چیزوں کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے، اللہ ہی پر ہم نے "توکل" (یعنی بھروسہ) کیا، اے ہمارے رب! فیصلہ کر ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ، اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔"

۲ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ ﴿یونس:۸۵،۸۶﴾

ترجمہ "ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر "توکل" کیا ہے، اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے لیے فتنہ (یعنی امتحان) نہ بنا۔ اور اپنی رحمت کے ذریعہ ہمیں کافروں سے نجات عطاء فرما۔"

۳ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ ﴿الممتحنہ:۴﴾

ترجمہ "اے ہمارے رب! ہم نے آپ ہی پر "توکل" کیا ہے اور ہم آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف ہمارا لوٹنا ہے۔"

۴ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ

مُّبِيْنٍ ○ ﴿الملک:۲۹﴾

ترجمہ "(اے محبوب نبی! آپ اپنی ترقی اور کامیابی پر ناز کرنے والے کافروں سے) فرما دیجیے اللہ تعالیٰ "رحمٰن" ہیں ہم ان پر ایمان لائے ہیں اور انہی پر ہم نے مکمل بھروسہ (یعنی یقین اور اعتماد) کیا ہے، پس (اے کافرو) عنقریب تم جان لو گے کہ کون بالکل واضح گمراہی پر ہے۔"

صیغہ ﴿یَتَوَکَّلُ﴾ کی آیات (واحد مذکر غائب فعل مضارع)

یَتَوَکَّلُ کا معنیٰ ہے "وہ توکل کرتا ہے یا کرے گا"...... یہ قرآن مجید میں تین بار آیا ہے۔

① اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ ﴿الأنفال:۴۹﴾

ترجمہ "اور یاد کرو جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا، یہ کہہ رہے تھے کہ: ان (مسلمانوں) کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے، حالانکہ جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے، بڑی حکمت والا ہے۔"

② وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ ﴿الزمر:۳۸﴾

ترجمہ "اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے، (ان سے) کہو کہ: "ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن (بتوں) کو پکارتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو کیا یہ اس کے پہنچائے ہوئے نقصان کو دور کرسکتے ہیں؟ یا اگر

اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟'' کہو کہ ''میرے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔''

③ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

﴿الطلاق: ۳﴾

ترجمہ ''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطاء کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے۔ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ (البتہ) اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔''

صیغہ ﴿يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ کی آیات (جمع مذکر غائب فعل مضارع)

يَتَوَكَّلُوْنَ کا معنیٰ ہے ''توکل کرتے ہیں''...... یہ صیغہ قرآن مجید میں پانچ بار آیا ہے۔

① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ﴿الانفال: ۲﴾

ترجمہ ''مومن تو وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور ترقی دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

② اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ﴿النحل: ۴۲﴾

ترجمہ ''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر سے کام لیا ہے، اور جو اپنے پروردگار پر

بھروسہ رکھتے ہیں۔"

(٣) اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ﴿النحل:٩٩﴾

ترجمہ "اس کا بس ایسے لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان لائے ہیں، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

(٤) الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ﴿العنکبوت:٥٩﴾

ترجمہ "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر سے کام لیا ہے، اور جو اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

(٥) فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ﴿الشوریٰ:٣٦﴾

ترجمہ "غرض تمہیں جو کوئی چیز دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کی پونجی ہے، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لیے کہیں بہتر اور پائیدار ہے جو ایمان لائے ہیں، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

صیغہ ﴿تَوَكَّلْ﴾ کی آیات (واحد مذکر حاضر فعل امر)

تَوَكَّلْ کا معنیٰ ہے "تو توکل کر"۔ یہ قرآن مجید میں نو (٩) مقامات پر وارد ہوا ہے۔

(١) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ ﴿آل عمران:١٥٩﴾

ترجمہ "پس اے (محبوب نبی!) یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ آپ ان (اپنے ساتھیوں) کے لیے نرم دل ہیں، اور اگر آپ سخت مزاج، سخت دل ہوتے تو یہ ضرور

آپ سے بکھر (اور ٹوٹ) جاتے، پس آپ ان کے ساتھ درگزر کا معاملہ کریں، اور ان کے لیے استغفار کریں، اور کاموں میں ان سے مشورہ کریں، پھر جب آپ کسی کام کا پختہ ارادہ کرلیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل (یعنی بھروسہ) کریں، بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔"

(۲) وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ ﴿النساء:۸۱﴾

ترجمہ "اور وہ (منافقین) کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بات قبول کی، پھر جب وہ آپ کے ہاں سے باہر جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ رات کو جمع ہو کر آپ کی باتوں کے خلاف مشورہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ وہ سب لکھتے ہیں جو وہ سازش کرتے ہیں، پس آپ ان کی پروانہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور اللہ تعالیٰ کارساز کافی ہیں۔"

(۳) وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ ﴿الانفال:۶۱﴾

ترجمہ "اور اگر وہ (کفار) صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہو جائیں، اور اللہ تعالیٰ پر "توکل" (یعنی بھروسہ) کریں، وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

(۴) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ ﴿ہود:۱۲۳﴾

ترجمہ "اور آسمان و زمین کی تمام پوشیدہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں (یعنی ان کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور ان کے مالک بھی اللہ تعالیٰ ہیں) اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہر چیز نے لوٹنا ہے (ہر عمل نے بھی ہر عامل نے بھی) پس آپ اسی کی عبادت

کریں اور (اس میں) اسی پر توکل کریں، اور جو کچھ تم کرتے ہو آپ کا رب اس سے غافل نہیں ہے۔"

۵ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ ﴿الفرقان:۵۸﴾

ترجمہ "اور (اے محبوب نبی!) آپ توکل (یعنی بھروسہ) کیجیے ہمیشہ زندہ رہنے والے (رب) پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور آپ اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیجیے، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے مکمل باخبر ہے۔"

۶ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۝ ﴿الشعراء:۲۱۷تا۲۱۹﴾

ترجمہ "اور آپ توکل کیجیے اس پر جو غالب، مہربان ہے۔ جو آپ کو جب آپ تہجد کے لیے اٹھتے ہیں دیکھتا ہے۔ اور نمازیوں کے ساتھ آپ کے رکوع وسجود کو بھی دیکھتا ہے۔"

۷ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ ﴿النمل:۷۹﴾

ترجمہ "پس (اے محبوب نبی!) آپ اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کریں بے شک آپ واضح حق پر ہیں۔"

۸ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ ﴿الاحزاب:۳﴾

ترجمہ "اور (اے محبوب نبی!) آپ بھروسہ رکھیں اللہ تعالیٰ پر، اور اللہ تعالیٰ کافی ہے کام بنانے والا۔"

۹ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ ﴿الاحزاب:۴۸﴾

ترجمہ ”اور آپ کہنا نہ مانیے منکروں کا اور دغا بازوں کا اور پروانہ کیجیے ان کے ستانے کی، اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیجیے، اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہیں کہ اپنے سارے معاملات ان کے سپرد کیے جائیں۔“

صیغہ ﴿تَوَكَّلُوْا﴾ کی آیات (جمع مذکر حاضر فعل امر)

تَوَكَّلُوْا کا معنیٰ ہے ”تم سب توکل کرو“۔ اس صیغے کے ساتھ دو آیات مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔

① قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

﴿المائدہ:۲۳﴾

ترجمہ ”اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا: جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ ان (دشمنوں) پر حملہ کر کے دروازہ میں گھس جاؤ، پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے اور اللہ تعالیٰ پر ”توکل“ (بھروسہ) کرو اگر تم ایمان والے ہو۔“

② وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ○ ﴿یونس:۸۴﴾

ترجمہ ”اور موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا: اے میری قوم اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر ”توکل“ کرو اگر تم مسلمان ہو۔“

صیغہ ﴿فَلْيَتَوَكَّلِ﴾ کی آیات (واحد مذکر غائب فعل امر)

فَلْيَتَوَكَّلِ کا معنیٰ ہے ”اس کو ”توکل“ کرنا چاہیے“...... یہ صیغہ قرآن مجید میں نو مقامات پر آیا ہے۔

① اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

الْمُؤْمِنُوْنَ ○ ﴿ال عمران:۱۲۲﴾

ترجمہ "جب تمہی میں کے دو گروہوں نے یہ سوچا تھا کہ وہ ہمت ہار بیٹھیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر تھا، اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔"

۲ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ﴿ال عمران:۱۶۰﴾

ترجمہ "اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں، اور اگر وہ تمہیں تنہا چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے؟ اور مومنوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیں۔"

۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ ﴿المائدہ:۱۱﴾

ترجمہ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تم پر جو انعام فرمایا اس کو یاد کرو۔ جب کچھ لوگوں نے ارادہ کیا تھا کہ تم پر دست درازی کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں نقصان پہنچانے سے ان کے ہاتھ روک دیے اور (اس نعمت کا شکریہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور ایمان والوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔"

۴ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ ﴿التوبہ:۵۱﴾

ترجمہ "کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں جو تکلیف لکھ دی ہے ہمیں اس کے سوا کوئی اور تکلیف ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔ وہ ہمارا رکھوالا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔"

۵ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ ﴿یوسف:۶۷﴾

ترجمہ "اور (ساتھ ہی یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی) کہا کہ: میرے بیٹو! تم سب ایک دروازے سے (شہر میں) داخل نہ ہونا، بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا، میں اللہ تعالیٰ کی مشیت سے تمہیں نہیں بچا سکتا، حکم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نہیں چلتا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے، اور جن جن کو بھروسہ کرنا ہو، انہیں چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کریں۔"

۶، ۷ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ وَ مَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ ﴿ابراہیم:۱۱، ۱۲﴾

ترجمہ "ان سے ان کے پیغمبروں نے کہا: ہم واقعی تمہارے ہی جیسے انسان ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے خصوصی احسان فرما دیتا ہے۔ اور یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر تمہیں کوئی معجزہ لا دکھائیں، اور مومنوں کو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اور آخر ہم کیوں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھیں، جبکہ اس نے ہمیں ان راستوں کی ہدایت دے دی ہے جن پر ہمیں چلنا ہے؟ اور تم نے ہمیں جو تکلیفیں پہنچائی ہیں، ان پر ہم یقیناً صبر کریں گے، اور جن لوگوں کو بھروسہ رکھنا ہو، انہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔"

۸ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ ﴿المجادلہ:۱۰﴾

ترجمہ ”ایسی سرگوشی تو شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو غم میں مبتلاء کرے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر انہیں ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔“

(۹) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴿التغابن:۱۳﴾

ترجمہ ”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ﴾ کی آیات:

حَسْبُنَا اللّٰهُ کا معنیٰ ہے ”ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے“۔ اس میں ”توکل“ کے الفاظ تو نہیں ہیں، البتہ ”توکل“ کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ یہ قرآن مجید میں دو بار آیا ہے۔

(۱) اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ ﴿آل عمران:۱۷۳﴾

ترجمہ ”وہ لوگ جن سے کہنے والوں نے کہا تھا کہ: یہ (مکہ کے کافر) لوگ تمہارے (مقابلے) کے لیے (پھر سے) جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا ان سے ڈرتے رہنا، تو اس (خبر) نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور وہ بول اٹھے کہ: ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“

(۲) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ ﴿التوبہ:۵۹﴾

ترجمہ ”جو کچھ بھی انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دے دیا تھا، کیا اچھا ہوتا کہ یہ اس پر راضی رہتے، اور یہ کہتے کہ: اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے، آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل

سے ہمیں نوازے گا، اور اس کا رسول بھی۔ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی سے لو لگائے ہوئے ہیں۔"

اُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ

اُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ "میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں" اس جملہ میں بھی "توکل" کے الفاظ تو نہیں ہیں، البتہ "توکل" کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔

فَسَتَذۡكُرُوۡنَ مَاۤ اَقُوۡلُ لَكُمۡ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ۔

﴿غافر: ۴۴﴾

ترجمہ "تم عنقریب میری یہ باتیں یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔"

❁...❁...❁

احادیثِ توکّل

"توکّل" کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی کا مختصر مجموعہ

احادیثِ توکل

① توکل کی برکت سے رزق ملتا ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

"لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا۔"

[سنن الترمذی۔ رقم الحدیث: ۲۳۴۴، ط:مکتبۃ مصطفی - مصر]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر "توکل" کرو جیسا کہ اس پر "توکل" کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے گا جیسا کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو وہ بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ واپس آتے ہیں۔"

② متوکلین......بغیر حساب کتاب جنت میں

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَ النَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ، مَعَهُمُ الرَّهْطُ، وَ النَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهٗ أَحَدٌ، حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ، قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ أُمَّتِيْ هٰذِهٖ؟ قِيْلَ: بَلْ هٰذَا مُوْسٰى وَ قَوْمُهٗ، قِيْلَ: انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ، ثُمَّ قِيْلَ لِيْ: انْظُرْ هَا هُنَا وَ هَا هُنَا فِيْ آفَاقِ السَّمَآءِ، فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ، قِيْلَ: هٰذِهٖ أُمَّتُكَ، وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ دَخَلَ وَ لَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَأَفَاضَ الْقَوْمُ، وَ

قَالُوْا: نَحْنُ الَّذِيْنَ آمَنَّا بِاللهِ وَ اتَّبَعْنَا رَسُوْلَهٗ، فَنَحْنُ هُمْ، أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ، فَقَالَ: هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ، وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ، وَلَا يَكْتَوُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ، فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَ مِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَ مِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ۔

[صحيح بخاری۔ رقم الحديث: ۵۷۰۵، ط:دار طوق النجاة - مصر]

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں ایک ایک، دو دو نبی اور ان کے ساتھ ان کے ماننے والے گزرتے رہے اور بعض نبی ایسے بھی تھے کہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا، آخر میرے سامنے ایک بڑی بھاری جماعت آئی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کیا یہ میری امت کے لوگ ہیں؟ کہا گیا: یہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم ہے۔ پھر کہا گیا کہ کناروں کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی عظیم جماعت ہے جو کناروں پر چھائی ہوئی ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو، ادھر دیکھو، آسمان کے مختلف کناروں میں، میں نے دیکھا کہ ایک جماعت ہے جو تمام افق پر چھائی ہوئی ہے۔ کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار حساب کے بغیر جنت میں داخل کیے جائیں گے۔“ اس کے بعد آپ ﷺ (اپنے حجرہ میں) تشریف لے گئے اور کچھ تفصیل نہیں فرمائی، لوگ ان جنتیوں کے بارے میں بحث کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی اتباع کی ہے، اس لیے ہم ہی (صحابہ) وہ لوگ ہیں یا ہماری وہ اولاد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے، کیونکہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باتیں جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوئیں تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور

فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہیں جو (غیر شرعی) جھاڑ پھونک نہیں کراتے، بدفالی نہیں لیتے اور آگ سے داغ کر علاج نہیں کرتے، بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔“ اس پر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ”ہاں“۔ اس کے بعد دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں بھی ان میں ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”عکاشہ تم سے بازی لے گئے۔“

③ کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلَى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ۔ [سنن الترمذی۔ رقم الحدیث: ٢٥١٦، ط:مکتبة مصطفیٰ - مصر]

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے نوجوان! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو، جب مدد چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان

پہنچانے کے لیے جمع ہوجائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔"

④ لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور......متوکل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّكُوْنَ أَقْوَى النَّاسِ فَلْيَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ۔ [الترغيب و الترهيب۔ رقم الحديث:٢٥٩ ، ط:دار الحديث - القاهرة]

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ طاقت ور ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر "توکل" کرے۔"

⑤ توکل......محبوبوں کو ملتا ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَالِحٍ، ذَكَرَ ابْنُ قُسَيْمٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ شُبْرُمَةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ: هَاتِ، رُبَّ حَدِيْثٍ حَسَنٍ جِئْتَ بِهٖ۔ قَالَ: أَرْبَعٌ لَا يُعْطِيْهِنَّ اللهُ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ، قَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: الصَّمْتُ، وَهُوَ أَوَّلُ الْعِبَادَةِ، وَالتَّوَكُّلُ عَلَى اللهِ، وَالتَّوَاضُعُ، وَالزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا۔

[التوكل على الله لابن ابى الدنيا۔ رقم الحديث: ٦، ط:مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت]

ایک شخص نے ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ بتاؤں جو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی ہے؟ حضرت ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سناؤ تم بہت اچھی حدیثیں لاتے ہو، کہا: چار چیزیں صرف ان لوگوں کو ملتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے: ① خاموشی جو عبادت کی ابتداء ہے، ② اللہ تعالیٰ پر توکل، ③ تواضع، ④ دنیا سے بے رغبتی۔

٦ توکل کی ماہیت

عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَعْقِلُهَا وَ أَتَوَكَّلُ، أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟ قَالَ: "اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ"۔

[سنن الترمذی۔ رقم الحدیث:۲۵۱۷ ، ط: مکتبة ومطبعة مصطفی - مصر]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا میں اونٹ کو پہلے باندھ دوں پھر اللہ پر توکل کروں یا چھوڑ دوں پھر توکل کروں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اسے باندھ دو، پھر توکل کرو۔"

فائدہ: چونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارالاسباب بنایا ہے، اس لیے کسی بھی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر پہلے اسباب عادیہ کو اختیار کیا جائے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے معاملہ ان کے سپرد کر دیا جائے۔ توکل کی صحیح شکل اور ماہیت یہی ہے۔

٧ بدفالی کا علاج......توکل

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: الطِّيَرَةُ مِنَ الشِّرْكِ، وَ مَا مِنَّا، وَلٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ۔

قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُوْلُ: كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، وَ مَا مِنَّا، وَ لٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ، قَالَ سُلَيْمَانُ: هٰذَا عِنْدِيْ قَوْلُ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ "وَمَا مِنَّا"۔

[سنن الترمذی۔ رقم الحدیث:۱۶۱۴، ط: مکتبة ومطبعة مصطفی - مصر]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بدفالی شرک ہے، ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے دل میں اس کا وہم وخیال

نہ پیدا ہو، لیکن اللہ تعالیٰ اس وہم وخیال کو توکل کی وجہ سے زائل کر دیتا ہے۔"

فائدہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث میں "وَمَا مِنَّا وَلٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهٗ بِالتَّوَكُّلِ" کی بابت کہتے تھے کہ "وَمَا مِنَّا" میرے نزدیک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

⑧ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ۔"

[سنن الترمذی ۔ رقم الحديث:٢٣٦٢، ط: مكتبة ومطبعة مصطفى - مصر]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے کل کے لیے کچھ نہیں رکھتے تھے۔"

⑨ توکل...... اطمینانِ قلب کا ذریعہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "إِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ آدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً، فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا، لَمْ يُبَالِ اللهُ بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهٗ، وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللهِ كَفَاهُ التَّشَعُّبَ۔"

[سنن ابن ماجه ۔ رقم الحديث:٤١٦٦، ط: دار إحياء الكتب العربية]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انسان کے دل کی ایک ایک شاخ ہر وادی میں ہوتی ہے (یعنی وہ دنیوی مفاد کے لیے ہر راستے پر چلنے کے لیے تیار ہوتا ہے)، جس شخص کا دل ہر وادی کے پیچھے پڑ جاتا ہے (دنیا کے لیے ہر مشغولیت میں گرفتار ہو جاتا ہے) اللہ تعالیٰ کو اس کی پروا نہیں ہوتی کہ اسے کس وادی میں تباہ کر دے۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھتے ہوئے یقین کرتا ہے کہ جائز رزق اس کے لیے کافی ہوگا) اسے اللہ تعالیٰ

انتشار سے بچالیتا ہے (اور وہ اطمینان کی زندگی گزارتا ہے)۔"

۱۰ تجھ پر توکل کیا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَ إِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَ بِكَ خَاصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْ تُضِلَّنِيْ، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَ الْجِنُّ وَ الْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ۔ [صحيح مسلم۔ رقم الحديث:٢٧١٧ ، ط:دار إحياء التراث العربي - بيروت]

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دعاء کرتے ہوئے) فرمایا کرتے تھے:

"یااللہ! میں تیرے لیے فرمانبردار ہوگیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے (کفر کے ساتھ) مخاصمت کی۔ یااللہ! میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں کہ تو مجھے سیدھی راہ سے ہٹا دے، تو ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جس کو موت نہیں آسکتی اور جن وانس سب مر جائیں گے۔"

۱۱ سچے توکل کا سوال

عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ التَّوْفِيْقَ لِمَحَابِّكَ مِنَ الْأَعْمَالِ وَ صِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ وَ حُسْنَ الظَّنِّ بِكَ۔

[حلية الاولياء۔ج:٨، ص:٢٢٤ ، ط:دار الكتب العلمية- بيروت]

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعاء میں فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ التَّوْفِيْقَ لِمَحَابِّكَ مِنَ الْأَعْمَالِ وَ صِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ وَ حُسْنَ الظَّنِّ بِكَ۔

"یااللہ! میں تجھ سے تیرے پسندیدہ اعمال کی توفیق، تجھ پر سچا "توکل"، اور تجھ سے اچھا

گمان رکھنے کا سوال کرتا ہوں۔“

⑫ متوکلین میں شامل ہونے کی دعاء

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهُ، وَاسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهُ، وَاسْتَنْصَرَكَ فَنَصَرْتَهُ۔

[التوکل علی اللہ لابن ابی الدنیا۔ رقم الحدیث:۴ ، ط:مؤسسة الکتب الثقافية، بیروت]

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ اپنی دعاء میں فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهُ، وَاسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهُ، وَاسْتَنْصَرَكَ فَنَصَرْتَهُ۔

”یا اللہ! مجھے اُن لوگوں میں سے بنا جنہوں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تو انہیں کافی ہوا، جنہوں نے تجھ سے ہدایت کا سوال کیا اور تو نے انہیں سیدھی راہ پر چلایا اور جنہوں نے تجھ سے مدد مانگی اور تو نے اُن کی مدد فرمائی۔“

⑬ تیری کفایت کی گئی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ”مَنْ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، فَيُقَالُ لَهُ حِيْنَئِذٍ: كُفِيْتَ، وَوُقِيْتَ، وَتَنَحّٰى لَهُ الشَّيْطَانُ۔“

[التوکل علی اللہ لابن ابی الدنیا۔ رقم الحدیث:۲۰ ، ط:مؤسسة الکتب الثقافية، بیروت]

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے کہا: ”بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔

تو اس سے اس وقت (من جانب اللہ) کہا جاتا ہے: ”تیری کفایت کی گئی اور تجھے بچا لیا گیا، پس شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔“

۱۴ گھر سے نکلتے وقت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، التُّكْلَانُ عَلَى اللهِ۔

[سنن ابن ماجہ ۔ رقم الحديث:٣٨٨٥ ، ط:دار إحياء الكتب العربية]

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو فرماتے:

بِسْمِ اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، التُّكْلَانُ عَلَى اللهِ۔

"(میں اس گھر سے) اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (نکل رہا ہوں)، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہ برائی سے بچاؤ ممکن ہے نہ نیکی کی طاقت۔ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ ہے۔"

❀...❀...❀

اَقوالِ سَلف رحمۃ اللہ علیہم

”توکل“ کے بارے میں اسلاف امت رحمۃ اللہ علیہم
کے اقوال کا مختصر مجموعہ

مع

وِردالتوکُّل

اَقوالِ سَلَف رحمۃ اللہ علیہم

① ”توکل“ جیسا کوئی عمل نہیں

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ سَلْمَانَ وَ عَبْدَاللهِ بْنَ سَلَامٍ الْتَقَيَا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنْ لَقِيتَ رَبَّكَ قَبْلِي فَالْقَنِي وَأَعْلِمْنِي مَا لَقِيتَ، وَإِنْ لَقِيتُهُ قَبْلَكَ لَقِيتُكَ فَأَخْبَرْتُكَ، فَتُوُفِّيَ أَحَدُهُمَا، وَلَقِيَ صَاحِبَهُ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ لَهُ: تَوَكَّلْ وَأَبْشِرْ، فَإِنِّي لَمْ أَرَ مِثْلَ التَّوَكُّلِ، قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ۔

[الزهد والرقائق لابن المبارك ۔ رقم الحديث: ۴۲۸، ط: دار الكتب العلمية، بيروت]

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کر جائیں تو (خواب میں) مجھے بتانا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کو کیا پیش آیا اور اگر میں آپ سے پہلے انتقال کر گیا تو میں آپ کو (خواب میں) بتاؤں گا، پھر ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا تو وہ خواب میں اپنے ساتھی سے ملے اور ان سے کہا: ”توکل“ کرو اور خوشخبری پاؤ، بے شک میں نے (بارگاہ الٰہی میں) ”توکل“ جیسا کوئی عمل نہیں دیکھا۔ یہ بات انہوں نے تین مرتبہ کہی۔“

② ایمان کی بنیاد......توکل

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ:

اَلتَّوَكُّلُ عَلَى اللهِ جِمَاعُ الْإِيْمَانِ۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ۔ رقم الحدیث: ۲۹۵۸۹، ط:مکتبۃ الرشد - الریاض]

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ پر "توکل" کرنا ایمان کی بنیاد ہے۔"

③ رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الشِّبْلِيِّ يَشْكُوْ إِلَيْهِ كَثْرَةَ الْعِيَالِ فَقَالَ:

اِرْجِعْ إِلَى بَيْتِكَ فَمَنْ لَّيْسَ رِزْقُهُ عَلَى اللهِ فَاطْرُدْهُ عَنْكَ۔

[الرسالة القشيرية ۔ ج:۱، ص:۳۰۲، ط: دار المعارف، القاهرة]

ایک شخص ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کثیر العیال ہونے کا شکوہ کیا۔ انہوں نے اس سے فرمایا:

"(ایسا کرو) گھر جا کر ان تمام لوگوں کو گھر سے نکال دو، جن کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے نہیں۔"

(یعنی جب سب کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے تو پھر کثیر العیال کے شکوہ کا کیا مطلب؟ ان کے رزق کے بارے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کیا جائے۔)

④ توکل......حصول الی اللہ کا سب سے اونچا ذریعہ

قَالَ أَبُوْ تُرَابٍ رحمۃ اللہ علیہ:

سَبَبُ الْوُصُوْلِ إِلَى اللهِ سَبْعَ عَشَرَةَ دَرَجَةً أَدْنَاهَا الْإِجَابَةُ وَ أَعْلَاهَا التَّوَكُّلُ عَلَى اللهِ بِحَقِيْقَتِهِ۔

[طبقات الصوفية ۔ ج:۱، ص:۱۲۶، ط: دار الكتب العلمية، بيروت]

حضرت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے سترہ ذرائع ہیں، ان میں سے سب سے چھوٹا ذریعہ "اجابت" (احکام الٰہی کا ماننا) ہے اور سب سے اونچا ذریعہ اللہ تعالیٰ پر حقیقی "توکل" اختیار کرنا ہے۔"

⑤ توکل کیا ہے؟

قَالَ أَبُوْ تُرَابٍ رحمۃ اللہ علیہ:

اَلتَّوَكُّلُ طُمَانِيْنَةُ الْقَلْبِ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔

[طبقات الصوفية۔ ج:۱، ص:۱۲۷، ط: دار الكتب العلمية، بيروت]

حضرت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”توکل“ اسے کہتے ہیں کہ (بندے کا) دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ مطمئن ہو جائے۔“

(یعنی اللہ تعالیٰ پر یقین حاصل ہو جائے، اللہ تعالیٰ پر اعتماد نصیب ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ جائے)

⑥ توکل......زہد کا جوہر

قَالَ يَحْيَى بْنُ مُعَاذٍ رحمۃ اللہ علیہ:

طَلَبُوا الزُّهْدَ فِيْ بَطْنِ الْكُتُبِ وَإِنَّمَا هُوَ فِيْ بَطْنِ التَّوَكُّلِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

[حلية الأولياء۔ ج:۱۰، ص:۵۲، ط: السعادة، بجوار محافظة مصر]

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”لوگوں نے زہد کو کتابوں میں تلاش کیا، حالانکہ وہ تو ”توکل“ میں مضمر ہے، کاش! انہیں اس بات کا علم ہوتا۔“

⑦ سیدنا حضرۃ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توکل

قَالَ أَبُو السَّفَرِ رحمۃ اللہ علیہ:

مَرِضَ أَبُوْبَكْرٍ فَعَادُوْهُ فَقَالُوْا: أَ لَا نَدْعُوْ لَكَ الطَّبِيْبَ؟ فَقَالَ: ”قَدْ رَآنِي الطَّبِيْبُ، قَالُوْا: فَأَيُّ شَيْءٍ قَالَ لَكَ؟ قَالَ: قَالَ: إِنِّيْ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔

[الزهد لاحمد ابن حنبل۔ الرقم الحديث: ۵۸۷، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان]

حضرت ابوسفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”(ایک بار) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو لوگ آپ کی عیادت کے لیے آئے۔

انہوں نے کہا: ”ہم آپ کے لیے حکیم کو نہ بلائیں؟“ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

”حکیم نے مجھے دیکھا ہے۔“

لوگوں نے کہا: ”پھر اس نے آپ کو کیا کہا؟“

آپ نے فرمایا:

”وہ کہتا ہے کہ جو میں چاہتا ہوں کرتا ہوں۔“

⑧ اولیاء کی تین خاص نشانیاں

قَالَ یَحْیَی بْنُ مُعَاذٍ رحمۃ اللہ علیہ:

ثَلَاثُ خِصَالٍ مِّنْ صِفَةِ الْأَوْلِيَاءِ الثِّقَةُ بِاللهِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَ الْغِنٰى بِهٖ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ الرُّجُوْعُ إِلَيْهِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ۔

[طبقات الصوفية - ج:١، ص:١٠٠، ط: دار الكتب العلمية، بيروت]

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تین خوبیاں اولیاء کی صفات میں شامل ہیں: ① ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھنا، ② اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے ہر چیز سے بے نیاز ہو جانا، ③ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔“

⑨ توکل کا بادبان......نجات کا ذریعہ

عَنْ سُفْيَانَ: قَالَ لُقْمَانُ:

يَا بُنَيَّ! إِنَّ الدُّنْيَا بَحْرٌ عَمِيْقٌ، قَدْ غَرِقَ فِيْهَا نَاسٌ كَثِيْرٌ، فَلْتَكُنْ سَفِيْنَتُكَ فِيْهَا

تَقْوَى اللهِ، وَحَشْوُهَا إِيمَانًا بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَشِرَاعُهَا التَّوَكُّلُ عَلَى اللهِ، لَعَلَّكَ نَاجٍ۔

[الزهد والرقائق لابن المبارك ۔ الرقم الحديث: ٥٣٧، ط:دار الكتب العلمية - بيروت]

حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”اے میرے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے، جس میں بہت سے لوگ ڈوب چکے ہیں، لہٰذا اس سمندر میں تمہاری کشتی ”تقویٰ“ ہونی چاہیے، اور وہ کشتی ایمان باللہ سے بھری ہوئی ہونی چاہیے اور اس کا بادبان ”توکل علی اللہ“ ہونا چاہیے، تب امید ہے کہ تم نجات پاؤ گے۔“

⑩ عزت وغنا توکل میں پوشیدہ

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ:

إِنَّ الْعِزَّ وَالْغِنٰى يَجُوْلَانِ فِيْ طَلَبِ التَّوَكُّلِ، فَإِذَا ظَفِرَا أَوْطَنَا۔

[حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ۔ الرقم الحديث:١٤، ط:دار الكتاب العربي - بيروت]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”عزت اور غنیٰ ”توکل“ کی تلاش میں پھرتے ہیں، پھر جہاں اسے پا لیتے ہیں وہاں ڈیرہ ڈال لیتے ہیں۔“

⑪ توکل کا نبوی توازن

قَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رحمۃ اللہ علیہ:

اَلتَّوَكُّلُ حَالُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ الْكَسْبُ سُنَّتُهُ فَمَنْ بَقِيَ عَلٰى حَالِهِ فَلَا يَتْرُكَنَّ سُنَّتَهُ۔

[الرسالة القشيرية ۔ ج:١، ص:٣٠١، ط: دار المعارف، القاهرة]

حضرت سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”توکل“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال تھا اور کسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، پس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال پر رہے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بھی ترک نہیں کرنا چاہیے۔“

⑫ توکل...... مکمل سپردگی کا نام

قَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رحمۃ اللہ علیہ:

أَوَّلُ مَقَامٍ فِي التَّوَكُّلِ أَنْ يَّكُوْنَ الْعَبْدُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَاسِلِ يَقْلِبُهُ كَيْفَ شَاءَ لَا يَكُوْنُ لَهُ حَرَكَةٌ وَّلَا تَدْبِيْرٌ۔

[الرسالة القشيرية۔ ج:١، ص:٢٩٩، ط: دار المعارف، القاهرة]

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''توکل'' کا سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے ہو، جیسے غسل دینے والے کے سامنے مردہ ہوتا ہے کہ وہ جس طرح چاہتا ہے اسے پلٹتا ہے، نہ وہ حرکت کرسکتا ہے اور نہ کوئی تدبیر۔''

⑬ توکل کا عملی معیار

قَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رحمۃ اللہ علیہ:

عَلَامَةُ الْمُتَوَكِّلِ ثَلَاثٌ: لَا يَسْأَلُ وَلَا يَرُدُّ وَلَا يَحْبِسُ۔

[الرسالة القشيرية۔ ج:١، ص:٢٩٨، ط: دار المعارف، القاهرة]

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''متوکل'' کی تین علامتیں ہیں: وہ نہ تو کسی سے مانگتا ہے، نہ کسی چیز کو رد کرتا ہے اور نہ اپنے پاس کچھ روکے رکھتا ہے۔''

⑭ ''توکل'' کی ایک تعریف

عَنِ الْإِمَامِ الْقُشَيْرِيِّ رحمۃ اللہ علیہ قَالَ: قِيْلَ:

اَلتَّوَكُّلُ الثِّقَةُ بِمَا فِيْ يَدِ اللهِ تَعَالٰى وَ الْيَأْسُ عَمَّا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ۔

[الرسالة القشيرية۔ ج:١، ص:٣٠٥، ط: دار المعارف، القاهرة]

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”منقول ہے کہ ”توکل“ اسے کہتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے، اس پر بھروسہ کیا جائے، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے، اس سے (انسان) ناامید ہو جائے۔“

۱۵ توکل......اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا

عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، قَالَ: سُئِلَ الْحَسَنُ عَنِ التَّوَكُّلِ، فَقَالَ: الرِّضَا عَنِ اللهِ۔

[شعب الايمان۔ رقم الحديث:۱۲۱۷، ط:مكتبة الرشد ۔الرياض]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ”توکل“ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

”(”توکل“ کہتے ہیں) اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا۔“

۱۶ اعتماد کا سرچشمہ......اللہ تعالیٰ

عَنْ عَبْدِ الْجَلِيلِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ:

إِنَّ مِنْ تَوَكُّلِ الْعَبْدِ أَنْ يَّكُوْنَ اللهُ هُوَ ثِقَتَهٗ۔

[التوكل على الله لابن ابى الدنيا۔ الرقم الحديث: ۱۸، ط:مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بندے کے ”توکل“ میں سے ہے کہ اس کا اعتماد اللہ تعالیٰ ہی پر ہو۔“

۱۷ متوکل کی پہچان

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَ: قِيْلَ لِبَعْضِ الرُّهْبَانِ: ”مَنِ الْمُتَوَكِّلُ؟ قَالَ: مَنْ لَمْ يَسْخَطْ حُكْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كُرْهٍ أَوْ مَحَبَّةٍ۔“

[التوكل على الله لابن ابى الدنيا۔ الرقم الحديث: ۱۹، ط:مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت]

حضرت مغیرہ بن عباد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک راہب سے پوچھا گیا کہ ”متوکل کون ہے؟“ اس نے کہا:

"جو پسند اور ناپسند میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر ناراض نہ ہو۔"

⑱ توکل...... اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کا نام

عَنْ حَاتِمِ الْأَصَمِّ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ، يَقُوْلُ:
"اَلتَّوَكُّلُ طُمَأْنِيْنَةُ الْقَلْبِ بِمَوْعُوْدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔"

[شعب الایمان۔ الرقم الحدیث:۱۲۱۵، ط:مکتبۃ الرشد ۔الریاض]

حضرت شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"توکل" اللہ عزوجل کے وعدہ پر دل کے مطمئن رہنے کا نام ہے۔"

❀...❀...❀

وردالتوکُّل

توکل علی اللہ کا نور پانے کے لیے...... دل کی مضبوطی کے لیے...... دشمنوں سے حفاظت اور اُن پر غلبے کے لیے...... بیماری، تنگ دستی اور دیگر پریشانیوں سے خلاصی کے لیے...... ہر طرح کی حاجات کے لیے...... یہ ورد روزانہ صبح و شام پڑھیں...... اس کا ترجمہ بھی سمجھیں...... اور سخت مشکلات کے وقت...... سات بار یا دس بار اس کا ورد کریں۔

۞١ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

۞٢ حَسْبِيَ اللّٰهُ ﳜ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

۞٣ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا

۞٤ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

۞٥ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

۞٦ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

۞٧ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

۞٨ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

۞٩ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ

(١٠) قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَمَوْلٰنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ

(١١) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

(١٢) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

(١٣) وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ
وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

(١٤) قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ

(١٥) وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى
اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

(١٦) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا

(١٧) بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

(١٨) وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

(١٩) بِسْمِ اللّٰهِ، وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ

(٢٠) بِسْمِ اللّٰهِ، اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ، وَاعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ

(٢١) تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ
شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا

(٢٢) اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ التَّوْفِيْقَ لِمَحَابِّكَ مِنَ الْأَعْمَالِ، وَصِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ،
وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ

(٢٣) اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ

خَاصَمْتُ، أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ

۲۴ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهُ، وَاسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهُ، وَاسْتَنْصَرَكَ فَنَصَرْتَهُ

۲۵ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَوْفَ الْعَالَمِينَ بِكَ، وَعِلْمَ الْخَائِفِينَ مِنْكَ، وَتَوَكُّلَ الْمُؤْمِنِينَ بِكَ

۲۶ حَسْبِيَ اللهُ وَكَفَى، سَمِعَ اللهُ لِمَنْ دَعَا، لَيْسَ وَرَاءَ اللهِ مُنْتَهَى

۲۷ حَسْبِيَ اللهُ لِدِينِي، حَسْبِيَ اللهُ لِدُنْيَايَ، حَسْبِيَ اللهُ لِمَا أَهَمَّنِي، حَسْبِيَ اللهُ لِمَنْ بَغَى عَلَيَّ، حَسْبِيَ اللهُ لِمَنْ حَسَدَنِي، حَسْبِيَ اللهُ لِمَنْ كَادَنِي بِسُوءٍ، حَسْبِيَ اللهُ عِنْدَ الْمَوْتِ، حَسْبِيَ اللهُ عِنْدَ الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ حَسْبِيَ اللهُ عِنْدَ الْمِيزَانِ، حَسْبِيَ اللهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ، حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

❀...❀...❀

اِشاریہ آیاتُ القرآنِ الکریم

آیاتِ مبارکہ	صفحہ نمبر
وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ	۱۴
وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوۡۤا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ	۱۶
وَلَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ	۴۶
قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیۡنَ یَخَافُوۡنَ	۵۸
وَقَالَ مُوۡسٰی یٰقَوۡمِ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ	۶۰
فَبِمَا رَحۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَھُمۡ	۶۶
وَیَقُوۡلُوۡنَ طَاعَۃٌ	۶۸
وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَھَا	۷۰
وَلِلّٰہِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ	۷۲
فَاعۡبُدۡہُ وَتَوَکَّلۡ عَلَیۡہِ	۷۳
وَتَوَکَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ	۷۷
وَتَوَکَّلۡ عَلَی الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ	۸۱
فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ	۸۵
وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ	۸۸

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ	٩٢
فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	٩٢
وَإِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا	٩٦
لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ	٩٧
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ	١٠٠
قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	١٠٠
فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ	١٠٣
عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً	١٠٥
قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	١١٨
قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ	١٢٠
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ	١٢٧
وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ	١٢٩
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ	١٣١
وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ	١٣٤

اِشاریہ اَحادِیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام

احادیث طیبہ	صفحہ نمبر
إِذَا وَقَعۡتُمۡ فِي الۡأَمۡرِ الۡعَظِيۡمِ	۱۲
اللہ تعالیٰ پر ایسا ”توکل“ کرو جیسا کہ اس پر ”توکل“ کرنے کا حق ہے..................	۱۴
كَفَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَمَّهٗ..	۳۲
جو شخص اپنے گھر سے نکلتے ہوئے پڑھے..	۴۴
لوگوں کو اگر رمضان المبارک کی اصل حقیقت دکھلا دی جائے.........................	۷۹
لَا تَحۡزَنۡ إِنَّ اللهَ مَعَنَا..	۸۳
إِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدِ اتَّخَذَنِيۡ خَلِيۡلًا..	۱۱۳
جس کو بدفالی (یعنی بدشگونی) نے کسی کام سے روکا..................................	۱۱۵
بدفالی شرک ہے..	۱۱۵
میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب ”جنت“ میں داخل ہوں گے............	۱۲۳
يَدۡخُلُ الۡجَنَّةَ أَقۡوَامٌ..	۵۱

اِشاریہ آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم

آثار	صفحہ نمبر
مَنۡ سَرَّہٗ أَنۡ یَّکُوۡنَ أَقۡوَی النَّاسِ..	۲۰
موت کو کثرت سے یاد کیا کرو..	۵۳

❁...❁...❁

اِشاریہ اَقوالِ سَلف رحمۃ اللہ علیہم

اقوال	صفحہ نمبر
توکل ایمان کا سر ہے..	۲۸
فقر اور محتاجی سے ڈر کیوں؟..	۳۰
تَوَکَّلۡتُ فِیۡ رِزۡقِیۡ عَلَی اللّٰہِ..	۳۱
عزت اور غنیٰ ''توکل'' کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں..............................	۵۲
اللہ تعالیٰ پر ''توکل'' کرو...... یہاں تک کہ وہ تمہارا انیس بن جائے...........	۵۳

❁...❁...❁

اِشاریہ اَدعیہ

ادعیہ	صفحہ نمبر
حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا	۱۳
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ	۲۶
اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ صِدْقَ التَّوَكُّلِ	۲۹
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ التَّوْفِيْقَ لِمَحَابِّكَ	۳۰
حَسْبِيَ اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	۳۲
حَسْبِيَ اللهُ الْحَسِيْبُ	۳۴
حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا	۳۸
بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ	۴۰
اَللّٰهُمَّ صَغِّرِ الدُّنْيَا بِأَعْيُنِنَا	۴۱
وَكَفٰى بِاللهِ وَكِيْلًا	۴۸
تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ	۸۰